لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
(القرآن الحکیم)

# الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ


مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۶-۱۷ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱

Calcutta: Wednesday, November 6, 1912.

فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

مسلک علمائے دیوبند کی ترجمان ۞ پاکستان کی عظیم مثالی درسگاہ

# مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی

(رجسٹرڈ)

ضلع بہاولنگر

قیامِ ادارہ ............ ۱۹ء

ابتداء ایک چھوٹی سی کچی مسجد سے ہوئی۔ اور اس وقت مدرسہ کی عمارات تقریباً ۴ کنال رقبہ ... کتب خانہ ۳۰ × ۲۰ جس میں تقریباً دس ہزار کتب ہیں۔ دفتر اہتمام، دفتر محاسبی، دارالضیوف، دفتر نظامت، تہہ خانہ، خوبصورت مسجد ۵۰ × ۸۵، باورچی خانہ اور ۱۲ درسگاہیں، ۵۰۰ طلباء کے لئے رہائشی کمرے، اساتذہ کی رہائش کے لئے ۲۰ باپردہ مکانات، تعداد طلباء چار صد تعلیم ابتدائی عربی سے تا دورۂ حدیث، میٹرک تک علوم عصریہ، دینی علوم کے مناسب دستکاریاں مثلاً جلد بندی، کرسی بافی، اٹیچی کیس بنانے کی تربیت اور ہونہار طلباء کو ٹائپ وغیرہ بھی سکھلائی جاتی ہے۔

**اخراجات**:۔ اڑھائی لاکھ سے متجاوز، ہزار من گندم اس پر مستزاد، مستقل آمدن کوئی نہیں۔

**دارالافتاء**:۔ جس سے ہر سال ہزاروں فتوے جاری کئے جاتے ہیں۔ دارالتصنیف سے ہر سال کئی رسائل و کتب شائع کی جاتی ہیں۔

**دارالتبلیغ**:۔ جس کے تحت چار باقاعدہ مبلغین ملک کے ہر کونے میں مصروفِ تبلیغ ہیں۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں اسلام آباد میں مرزا ناصر کے بیان پر جرح کے دوران، مرزائیوں کی بعض نایاب کتب، سید محمد رفیق شاہ صاحب ایم۔ این۔ اے کے ٹیلیفون کرنے اور آدمی بھیجنے پر اسلام آباد بھجوانے کا شرف بھی ادارہ کو حاصل ہے۔

**اکابرینِ ملت** میں سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا اعزاز علی صاحبؒ، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا حبیب الرحمٰن لودھیانویؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ، مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا مفتی محمود صاحبؒ، حضرت رائپوریؒ، پروفیسر ایوب قادری کراچی اور بہاولپور ڈویژن کے کمشنر صاحبان، جناب ہاشم رضا، مسرت حسین زبیری، میر عجم خاں، اے۔ کے خالد، رانا سلیم اختر کے علاوہ بہت سے دیگر افسران بالا بھی تشریف لا چکے ہیں۔

نوٹ:۔ ادارہ ہٰذا کو دیئے جانے والے عطیات ۱۷۔۳۔۷ آئی ٹی پی ۴ انکم ٹیکس ایکٹ ۱۹۲۲ء کے تحت انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور امسال بانی مدرسہ حضرت مولانا فضل محمد فوت ہو گئے ہیں۔ لہٰذا احباب خصوصی توجہ فرمائیں۔ انکے اخلاص سے مدرسہ نے اتنی ترقی کی ہے

**محمد یسین قاسمی** مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

**Al-Hilal,**

*Proprietor & Chief Editor:*

**Abul Kalam Azad**

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

# الهلال

ایک هفته وار مصور رساله

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

جلد ۱ — کلکته : چهار شنبه ۲۵ ذیقعده ۱۳۳۰ هجری — نمبر ۱٦-۱۷

Calcutta : Wednesday, November 6, 1912.


## اطلاع

اگر کسی صاحب کو کوئی پرچه نه پهنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو هفتے کے اندر اطلاع دیں، ورنه دفتر تعمیل درخواست سے معذور سمجها جائے - تبدیلی نشان کی اطلاع جو کم از کم ایک ماه کے لیے هونی چاهیے، نمبر خریداری کے ساتهه فوراً دیجیے، ورنه کوئی پرچه اس سبب سے تلف هو جائیگا تو دفتر اسکا ذمه دار نهیں - نمونے کے پرچے کے لیے چار آنے کے ٹکٹ آنے چاهئیں یا وی - پی کی اجازت - براه کرم خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکهیے ورنه جواب سے دفتر مجبور هے -

(۲) اس هفتے چونکه دوگنی ضخامت میں پرچه شائع کیا جاتا هے اسلیے علحده تصویروں کی اشاعت آینده پرچے پر ملتوی کردیگئی، کیونکه پوسٹ آفس کی شرائط کے مطابق وزن بے حد بڑهجاتا، ا معمولی شرح میں نه جا سکتا -

(۳) آینده نمبر میں موجوده جنگ کی متعدد تصویریں اصل رسالے میں، نیز علحده چهاپ کر شائع کی جائینگی - ناظرین اپنے لطف و نوازش سے همیشه لکهتے رهتے هیں که الهلال کا انتظار ان پر نهایت شاق گذرتا هے، مگر هم نے کبهی الهلال کو اسکا مستحق نه سمجها، لیکن آینده نمبر میں علاوه اور تصویروں کے، ایک خاص تصویر جو شائع کی جائے گی، اسکی نسبت هم خود ناظرین کو شوق دلاتے رهیں که وه انتظار میں جس درجه بے چین و مضطرب رهیں، کم هے -


عربی
فارسی اور اردو ٹائپ کی
اعلیٰ ترین چهپائی کیلیے


## فهرس


شذرات — ۲
یا قومنا اجیبوا داعی الله
افتتاحیه — ۵
القسطاس المستقیم (۴)
نامورانِ غزوۂ طرابلس — ۹
مرقع حیات
شئون عثمانیه — ۱۰
القتال او الشرف و الاستقلال
عثمانی طلبا کا قسطنطنیه میں مظاهره
قتیچ کی تباهی
عربی اور ترکی ڈاک کی مختصر خبریں
فکاهات — ۳
یونیورسٹی اور العاق (ایک نظم)
مراسلات — ۴
یونیورسٹی اور العاق
دینه اشاعت اسلام
دعوت اصلاح مسلمین
مسئله اسلامی پر ایڈیٹر الهلال کی تقریر — ۱٦
ضمیمه الهلال — ۲۱


### تصاویر


هز ایکسلنسی ناظم پاشا
مرقع حیات
عبد الرحمن بیک کمانڈر جیش المجاهدین مقدونیا
قتیچ کے دهسے اور مورچے

# شذرات

## يا قومنا اجيبوا داعي الله !!

—*—

قل إن كان ابآؤكم وابنآؤكم واخوانكم وازواجكم وعشيرتكم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى ياتي الله بامره والله لا يهدي القوم الفاسقين (۹ : ۲۴)

اے مسلمانو! اگر تمهارے باپ ' تمهارے بیٹے ' تمهارے بهائي ' تمهاري بیویاں ' تمهارا خاندان ' تمهاري مال و دولت جو تم نے کمائي هے ' وہ کاروبار دنیوي ' جسکے نقصان کا تم کو هر وقت اندیشه رهتا هے ' اور وہ مکان و جائداد ' جو تمهارے مطلوب و مرغوب هیں ' اگر یه تمام چیزیں تم کو الله ' اسکے رسول ' اور اسکي راہ میں جهاد کرنے سے زیادہ عزیز و محبوب هیں ' تو دین الهي کو چهوڑدو ' خدا اپنے دین کي حفاظت کیلیے تمهارا محتاج نہیں هے ' یہاں تک که الله کو جو کچھ کرنا هے ' وہ کر گذرے ' تم اپني انکهوں سے اسے دیکهه لوگے - الله کي هدایت ان کے لیے نہیں هے جنکے دلوں میں نور ایمان کي جگهه فسق و نفاق بهرا هوا هے -

---

اسلام هر مسلمان سے اپنے آخري حق کا طلبگار هے - مسلمانوں کي نمازیں اور روزے اور تمام مالي و بدني عبادات مقبول نہیں هوسکتیں جب تک وہ حفظ کلمۂ توحید و ثغور اسلامیه کیلئے جان و مال سے حصه نه لیں - پهر کوئي هے جو آج خدا کو اپنے نفس و مال پر ترجیح دے ؟؟

—*—

و العادیات ضبحاً ' فالموریات قدحاً ' فالمغیرات صبحاً ' فاثرن به نقعاً ' فوسطن به جمعاً ( ۱ ) که آج مسلمانوں کي هستي اور بقا کیلیے یوم الفصل سرپر آگیا هے ' وما ادراک ما یوم الفصل ؟ ( ۲ ) وہ زندگي و حیات ' فنا و بقا ' اور عزت و ذلت کا فیصله کرنے والا ایک دن هے ' جو آج همارے سامنے هے ' اور اگر یه سچ هے که ایڈریا نوپل کے اطراف و جوانب میں ترک زخمیوں کي لاشیں گررهي هیں ' تو اني اقسم بالله الغني العزیز : که وہ مسلمانوں کي مجسم هستي هے ' جسکے حلق کي رگیں کٹي هوئیں ' اور جسکے زخموں سے سیلاب خون رواں هے : فهذا یوم الفصل ' الذي کنتم به تکذبون ( ۳ )

پهر سوال یه نہیں هے که هندوستان کے مسلمان کیا سونچ رهے هیں ؟ بلکه پوچهنا یه هے که اور کونسے وقت کے منتظر هیں ؟

اس صداقت کیلیے اب کسي دلیل کي ضرورت نہیں هے که اگر خدا نخواسته ترک اس ابتلاے عظیم کو برداشت نه کرسکے ' تو انکي عزت کا مٹنا تمام عالم اسلامي کے جنازے کے اتهنے کا دن هوگا - مسلمان یاد رکهیں که وہ هندوستان میں هوں یا چین میں ' انکي ملي عزت کا جو سد رمق باقي هے ' وہ صرف خلافۃ قسطنطنیه کي پولیٹکل هستي کا نتیجه هے - جس دن یه مرکز اپني آخري جگهه سے هلا ' انکا حال بعینسه وهي هوجاے گا ' جو آج یهودیونکا وہ دیکهه رهے هیں - پهر انکے پاس دولت هے - انکے پاس یه بهي نہیں ضربت علیهم الذلة والمسکنة ' وباؤ بغضب من الله

اگر سپاهي کیلیے جنگ کي گهڑیوں میں بستر کا آرام جائز نہیں ' اگر اس گهر کے رهنے والوں پر سونا حرام هے ' جسکے دروازے پر ڈاکوؤں کے گرز پڑ رهے هوں ' اگر اس مکان کے سونے والوں کو اٹهنا چاهیے ' جسکي چهت میں اتشزدگي کے شعلے بهڑک رهے هوں ' اور اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس آگ کي ایک چنگاري بهي باقي هے جو تیرہ سو برس هوے ' وادي ام القرا میں بدر اور حنین کے پیام بر نے جلائي تهي - تو خدا کے لیے مجهے بتلاو که غفلت شکني کا وہ وقت کب آے گا ' جسکے انتظار میں ابتک مسلمان کروٹیں بدل رهے هیں ؟ کیا مسلمان اس وقت کا انتظار کرنا چاهتے هیں ' جب مشرکین یورپ قسطنطنیه کي مساجد کے ان مناروں پر جهاں چهه سو برس سے صداے توحید کي شهادت دي جاتي هے ' صلیب پرستي کا جهنڈا اسي طرح لهرا ئیں گے - جس طرح کل کي بات هے که ( برقه ) کي جامع مسجد کے مینار پر نصب کیا گیا تها ؟ و یالیتني مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیا !! (۱)

### مسلمانان هند کا آخري فرض

ساعت فیصله کن ' مهلت مفقود ' فرصت قلیل ' اور نتائج سامنے هیں - ترکوں کي همدردي ' اتحاد اسلامي ' اخوت دیني ' مدد کي ضرورت شدید ' اور اسي طرح کي تمام باتیں سن چکے هیں اور کهه چکے هیں ' اب وقت آخري هے ' اور اگر مسلمانوں کو اپني هستي کي ضرورت نظر آتي هے ' تو بغیر ایک لمحه ضائع کیے انهیں آخري فیصله کرلینا چاهیے که انکا فرض کیا هے ؟

اسلام ایک مجموعۂ فرائض هے ' جو هر پیرو کے ذمے الله کي طرف سے چند فرائض عائد کردیتا هے - ان فرائض میں جس طرح پهلا فرض اقرار شهادتین هے ' بالکل اسي طرح آخري فرض "جهاد" هے ' یعني حق اور عدل کے قیام کیلیے اپنا مال ' اپنا نفس ' اور اپنا خون بهانا - جس طرح پانچ وقت کي نماز هر مسلم پر فرض هے اسي طرح فرض جهاد کو ادا کرنا بهي اسکے لیے ایک حکم اجباري هے : ولو کرہ الکافرون -

اس فرض کے ادا کرنے کي تین صورتیں هیں : جهاد مالي ' جهاد زباني ' اور جهاد نفس و جان :

و جاهدوا باموالکم و انفسکم اپنے مال اور اپني جان سے راہ الهي في سبیل الله ( ۸ : ۷۲ ) میں دفاع اعدا کے لیے کوشش اور -

اور ایک حدیث صحیح میں جسکو امام احمد ' ابوداود ' نسائي ' اور ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا هے ' جامع الفاظ میں فرمایا :

| | |
|---|---|
| جاهدو المشرکین با | دشمنوں کے مقابلے میں مدافعت کي |
| موالکم وانفسکم | کوشش کرو ' اپنے مال سے ' جان سے ' اور |
| و السنتکم | زبان سے |

---

( ۱ ) اے کاش مجهے ایسے وقت کے آنے سے پہلے موت آجاے

( ۱ ) قسم هے مجاهدین کے ان گهوڑوں کي ' جو میدان جهاد میں دوڑتے دوڑتے هانپ جاتے هیں پهر پتهروں پر اپني ٹاپوں کے مارنے سے چنگاریاں نکالتے هیں ' پهر صبح کے وقت دشمنوں پر چهاپا مارتے هیں ' پهر اپني تیز گامي سے غبار بلند کرتے هیں ' اور دشمنوں کي صفوں میں در آتے هیں ( ۲ ) اور تم جانتے هو که یوم الفصل سے مراد کیا هے ( ۳ ) یه هے یوم الفصل وہ فیصله کن دن جس سے اے غافلو تم انکار کرتے تهے -

جب کبھي بلاد اسلاميه پر کوئي مخالف حمله کرے ' اور انکي حفاظت خطرے ميں هو ' تو اس وقت هر مسلمان پر احکام شريعت اسلام کي طرح فرض هوجاتا هے ' که ان تينوں قسم کے جهاد کيليے جس حال ميں هو ' اٹهه کهڑا هو ' اور اگر ايسا نه کرے ' تو اسکي تمام عبادات مالي و بدني باطل و بے سود هيں ' کيونکه نماز اور روزه اسي وقت تک هے ' جب تک کلمهٔ توحيد کو بقا هے ' ليکن جب جڑ خطرے ميں هو ' تو شاخيں قايم نهيں رهسکتيں -

آج جس حالت کو هم اپنے سامنے ديکهرهے هيں ' وه احکام و شرائط شريعت کے مطابق ٹهيک ٹهيک فرضيت جهاد دفاع کا وقت هے - اعلان جنگ کے ساتهه هي هندوستان کے هر مسلمان پر جهاد شرعي فرض هوگيا هے ' اور وقت آگيا هے که اسلام اپنے پيروں سے اخري فرض کے ادا کرنے کا طالب هو ' جسميں سب سے پہلے جهاد لساني و مالي ' اور سب کے اخر جهاد جان و نفس هے -

ميں يه سطريں لکهه رها هوں ' اور صرف يه جانتا هوں که قلم سے جو کچهه نکل رها هے ' ايک حکم ديني کا اعلان هے ' اور نهيں جانتا که مصلحت کس کي مقتضي هے ؟ ممکن هے که کسي موقعه پر ايک مسلمان کيليے نماز جمعه کے موقوف کرديني ' اور نماز کا لفظ زبان سے نه نکالنے ميں مصلحت هو ' ليکن ميں مسلمان هوں ' اور احکام اسلام کا اتباع هر مسلمان پر فرض جانتا هوں ' اسکے سوا مجهے کچهه نهيں معلوم اور نه علم کي آرزو -

هندوستان سے باهر کے اسلامي مصائب کي نسبت هميشه مسلمانان هند نے يا تو کفر صريح سے کام ليا هے ' يا نفاق سے - جن اشرار و اشقيا نے کها که همیں خلافت عثماني سے کوئي تعلق نهيں انهوں نے کفر کو خوش کرنے کيليے اسلام کو زخمي کيا ' اور جنهوں نے اپني همدردي کو انساني همدردي ' يا بهت همت کي تو صرف ديني اخوت تک پهنچا کر چهوڑ ديا ' انهوں نے گو اسلام کو پسند کيا ' مگر کفر کے خوف سے ڈرگئے ' حالانکه بهتر تها که وه صرف خدا سے ڈرتے : والله احق ان تخشاه ان کنتم مومنين -

اگر ميں کهه سکتا که صبح کي نماز مسلمانوں پر فرض هے ' مگر عصر کي نهيں ' تو کهه سکتا که مسلمانوں پر جهاد دفاع بهي فرض نهيں هے -

## اولين کام

پس شريعت حقهٔ اسلاميه حکم ديتي هے که جهاد في سبيل الله کيليے مستعد هوجاؤ - اس بنا پر پهلا کام جهاد لساني هے که حرکت قلوب جامده ' غافله ارواح انتباه ' اور دعوة الى الله و کلمته کے ليے هر زبان الله کي بخشي هوئي گويائي کو اسي کے ليے وقف کردے ' اور على الخصوص ان شياطين داخلي و خارجي کے پيدا کيے هوے وساوس کے قلع و قمع کے ليے شمشير مجاهد بن جائے ' جنهوں نے مسلمانوں کے ليے طرح طرح کے گمراه کن مقامي و وطني اشغال پيدا کرکے انکو حفظ اسلام و ثغور اسلاميه کي سعي سے غافل کرديا هے -

دوسرا اقدم و اول جهاد ' جمع مال و فراهمي زر اعانت هے ' جو في الحقيقت ميدان جهاد کي تقويت کيليے کم از جمعية فوج و کمک مجاهدين نهيں - اسميں شک نهيں که يه فرض تقريباً تمام مسلمانوں کے پيش نظر هے ' اور هر طرف سے هلال احمر فنڈ کي صدائيں آرهي هيں ' ليکن ابتک جو رفتار رهي هے اور جو پچهلا تجربه طرابلس کا پيش نظر هے ' اسکو ديکهتے هوے بظاهر کسي رقم کثير کي فراهمي کي اميد نهيں -

هر مسلمان کو بهت جلد وه ذريعه سونچنا چاهيے که بغير انتظار وقت کے کوئي قابل تذکره مالي مدد هندوستان سے بهيجي جائے -

## مسلمان اگر علي گڈه يونيورسٹي پر اسلام کو ترجيح ديں

مسلمان اگر علي گڈه يونيورسٹي پر اسلام کو ترجيح ديں ' اگر وه سمجهيں که اسلام کے دم سے علي گڈه هے ' مگر علي گڈه سے اسلام کي زندگي نهيں هے ' تو وه اس وقت حفظ کلمهٔ اسلام کے ليے بغير کسي مشکل ميں پڑے تيس لاکهه روپيه کي شاندار مالي خدمت انجام دیسکتے هيں - مان ليجيے که مجوزه يونيورسٹي ايک نعمت لازوال هے ' ليکن نفس اسلام کے بقا کو کچهه تو اس پر ترجيح ديني چاهيے -

ميں ان لوگوں کے دلوں کي حالت جاننے کيليے عام نظروں سے بهتر فراست رکهتا هوں ' جو آج مسلمانان هند کي مسند راهنمائي و رياست پر متمکن هيں ( في قلوبهم مرض ' فزاده هم الله مرضا ) پس انسے ميرا خطاب نهيں ' اور نه تخاطب سے کوئي نتيجه حاصل ' البته عام مسلمانوں سے بمنت التجا کرتا هوں که اس وقت هماري تيره سو برس کي عزت جو ڈوبنے کے قريب تهي ڈوب رهي هے ' وقت تجويزوں اور دعوتوں کا نهيں هے ' اولين کام روپيه کي اعانت هے اور تيس لاکهه روپيه آپکے پاس فراهم شده موجود هے - پس يه کيا بے غيرتي اور کيسي دل اور روح کي موت هے که زخمي ترکوں کي زبان سے العطش ! العطش ! کي چيخيں آرهي هيں ' اپکے پاس پاني کا ايک لبريز حوض موجود هے ' مگر ان تشنه کاموں کو اس سے ايک قطره بهي نصيب نهيں ؟ اپنے گهر ميں آگ لگ گئي هے ' پهر يهه کيا هے که آپ پاني کو کوٹهريوں ميں مقفل کر رهے هيں ؟ کمبخت يونيورسٹي مسلمانوں کے کيا کام آے گي ' جب آج فلبي پولي اور قرق قلعسي کے ميدانوں کے زخميوں کو اسکے فنڈ سے مرهم کي ايک پٹي بهي نصيب نهيں ؟ ميں کيا کهتا هوں ؟ حالانکه يه الفاظ تو ميرے مطلب کے اظهار کے ليے کافي نهيں ' مجهکو کهنا چاهيے که الله اور اسکے ملائکه کي لعنت هو اس يونيورسٹي پر ' جسکا تيس لاکهه روپيه هندوستان کي بينکوں ميں جمع هو ' اور مسلمان زخميوں کي صفيں ميدان قتال کي برف باري ميں ايڑياں رگڑ رهي هوں !!

در باديه تشنگان بمردند * وز دجله بکوفه ميرود آب

ليڈران قوم کو يونيورسٹي عزيز هے ' گو وه غلامي اور استبداد کا ايک نيا طوق لعنت هو ' ليکن اے اخوان ملت ! هم مومن هيں ' اور هم کو هر شے سے پہلے اسلام عزيز هونا چاهيے ' پهر جب آج نماز اور حج سے بهي بڑهکر همارا فرض ترکوں کي مدد هے ' تو هم يونيورسٹي کي کيا حقيقت سمجهتے هيں ؟ يه کهنا که ايک نيک کام کيليے دوسرے اچهے کام کو چهوڑ دينا ضروري نهيں اور مسلمان ترکوں کيليے بهي روپيه جمع کرليں ' بالکل مغالطه هے - کيونکه آج مسلمانوں کے ليے اور نيک کام هي کهاں باقي رهے ؟ انکے ليے تو اس وقت صرف ايک هي نيک کام هے ' يعنے حفظ اسلام و جهاد في سبيل الله - پس اگر مسلمان ترکوں کيليے روپيه جمع کر رهے هيں ' تو اور زياده کرنا چاهيے - ليکن يه تيس لاکهه بهي کيوں نه اس ايک هي مقدم نيکي کيليے وقف کرديا جاے ؟ جو صورت اس وقت در پيش هے ' اسکے لحاظ سے تيس چاليس لاکهه روپيه کوئي حقيقت نهيں رکهتا - مسلمان اپني اعانت کي پهلي قسط اس جمع شده تيس لاکهه کو قرار ديں ' اور اسکے بعد اپني پوري قوت ايک دوسري قسط کي فراهمي کيليے وقف کرديں -

يونيورسٹي کيلیے روپيه مسلمانوں نے ديا هے ' اور شرعاً و قانوناً انکو حق حاصل هے که هر شهر ميں جهاں سے روپيه گيا هے ' ايک ايک جلسه کرکے يونيورسٹي کميٹي کو اپني راے بهيجديں ' يا چاهيں تو

اخبارات کے ذریعہ مطالبہ کریں - رهي یه بات که جن بڑے بڑے رئیسوں نے ایک ایک لاکهه روپیه کي رقمیں دي هیں‘ وه اسے گوارا نه کرینگے‘ تو جو لوگ اس خیال کے هوں وه فوراً اپنا اپنا روپیه واپس لیکر هماري راه سے هٹ جائیں‘ اور اپني شرکت کي نجاست سے تمام مسلمانوں کي اسلام پرستي کي تقدیس کو ملوث نه کریں - خدا اپنے کلمۂ توحید کي حفاظت کیلیے اسے منافقوں کي اعانت کا محتاج نہیں هے - جن لوگوں کي دولت انفاق في سبیل الشیطان کے لیے هے‘ انکو انفاق في سبیل الله کي توفیق کب ملسکتي هے ؟

آج هي هم نے کسي اخبار میں پڑها هے که لاهور کے بڑے آدمیوں نے قوم کي سرزنش سے شرماکر بالاخر ایک جلسه کیا اور کل چار هزار روپیه اسمیں چنده هوا !

ان میں ایک سب سے بڑے دولت مند نے ایک هزار روپیه چنده دیا‘ حالانکه کل کي بات هے که اسي شخص نے یونیورسٹي کیلیے پچیس هزار روپیه دیا تها ! درحقیقت یه چندے ایک ترازو هیں‘ جنمیں ان لوگوں کے دلوں کو تولا جا سکتا هے که اسمیں دنیا کي پرستش کس قدر هے اور خدا کي پرستش کس درجه ؟

هم دیکهنا چاهتے هیں که یونیورسٹي فنڈ کے اس مصرف کي نسبت کتنے اسلام خواه قلب هیں‘ جو آج تائید میں اپني آواز بلند کرتے هیں ؟

معاصر دهلي اور مخابرۂ تلغرافي

میرے دهلي دوست مسٹر محمد علي بي اے نے مالي اعانت کي بعض تجاویز کا اخباروں میں اشاره کیا هے - انهوں نے وایسراے هند سے اجازت طلب کي تهي که ترکونکو مسلمانوں کا بر سبیل قرض روپیه دینا گورنمنٹ کے خلاف تو نهوگا ؟ اسکے جواب میں تار دیاگیا هے که کوئي مضائقه نہیں -

غالباً همارے دوست کا مقصد اس اجازت طلبي سے یه هوگا که اُن لوگوں کیلیے‘ جو اپنے هر عمل اور عقیدے کیلیے گورنمنٹ کے فتوے کے منتظر رهتے هیں‘ کوئي عذر و حجت باقي نه رهے‘ اور اسي غرض سے انهوں نے آغاز جنگ طرابلس کے موقعه پر بهي شمله سے دریافت کیا تها که " مسلمانوں کا مجروحین طرابلس کیلیے چنده جمع کرنا گورنمنٹ کے خلاف تو نهوگا ؟ "

اس بنا پر انهوں نے جو روپیه تار بهیجنے پر صرف کیا‘ وه شاید بالکل ضائع نه گیا هو‘ ورنه دراصل اس زحمت کے اٹهانے کي تو چنداں ضرورت نه تهي - بلکه همارے دوست معاف رکهیں‘ اگر هم کهیں‘ که اس طرح کا استفتا همارے نزدیک مسلمانوں کي اُس قدیمي حس ملي کي موت کا بقیه هے‘ جسکو آج ولولوں اور امنگوں کے آثار زندگي میں بهي وه نہیں چهوڑتے - اگر دنیا کے کسي حصے میں اسلام کے لیے خطرات پیش آئیں‘ تو مسلمانان هند کا فرض دیني هے که وه اپني جان و مال کو حفاظت اسلام میں صرف کردیں‘ اسکے لیے نه تو وه گورنمنٹ کي اجازت کے طالب هوسکتے هیں‘ اور نه اپنے مذهبي معاملات میں وه خدا کے سوا کسي کي پروا کرتے هیں - آج تو هم دیکهه رهے هیں که خود انگلستان کے شریف مدبر ترک مجروحین کي مدد میں حصه لے رهے هیں‘ مصر میں لارڈ کچنر نے دو سو گني روپیه دیا هے اور خود وایسراے هند نے ایک هزار کي رقم سے شمولیت کي هے‘ لیکن تهوڑي دیر کیلیے فرض کرلیجیئے که خدانخواسته کوئي دن ایسا آجاے که گورنمنٹ کي مصالح اسکو مجبور کریں که مسلمان ترکوں کي مدد میں کسي طرح کا حصه نه لیں‘ تو کیا هم گورنمنٹ کي خاطر اپنے خدا کو چهوڑ دیں گے‘ جس نے حفظ اسلام اور اعانت اخوان ملت هم پر فرض کردیا هے ؟ ایک لمحه‘ ایک آن‘ اور ایک پل کیلیے بهي نہیں‘ اور جو اسکے خلاف گورنمنٹ کو توقع دلاتا هے‘ وه کذاب هے‘ گورنمنٹ کو فریب دیتا هے‘ اسکے دل میں کفر هے‘ یا نفاق -

میں سمجهتا هوں که اگر همارا یهي حال رها‘ جو باوجود پیهم لطمات ابتلاؤ تنبیه کے آج نظر آرها هے‘ تو کچهه عجب نہیں که مسلمان مسجد کا دروازه کهولنے‘ اذان دینے‘ نماز پڑهنے‘ اور رمضان کا روزه رکهنے کیلیے بهي گورنمنٹ کي اجازت اور رضا کے منتظر رهاکریں گے اور جمعه کے دن خطیب منبر کے سامنے همه تن انتظار هوکر کهڑا رهے گا که شمله سے تار آجاے تو خطبه پڑهنے کیلیے آماده هو !! فما لها ولاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا ؟

ترکوں کو اس نازک موقعه پر قرض دینے یا دلانے کي کوئي تجویز اگر کامیاب هو‘ تو یه بهي کم از انفاق في سبیل الله نہیں‘ لیکن هندوستان کے مسلمان ترکوں کو قرض دیں یا نہیں‘ آج تو وه دن هے که مسلمانوں سے خود خدا بے نیاز قرض کا طالب هے :

| | |
|---|---|
| من ذالذي یقرض | کوئي هے جو آج خدا کو خوشي خوشي |
| الله قرضا حسنا ؟ | قرض دے ؟ اور پهر خدا اسکے قرض کو |
| فیضاعفه له اضعافا | کئي گنا بڑهاکر ادا کردے ؟ حالانکه |
| کثیرة والله یقبض | دراصل خداهي لوگوں کو تنگ دستي بهي |
| ویبسط والیه | دیتا هے اور کشائش بهي دیتا هے - اور |
| ترجعون (٢ : ٢٤٦) | اسي کي طرف سب کو لوٹ کر جانا هے - |

اگر ترکوں کو قرض هي دلانا هے‘ تو میرے دوست کاش اتنا هي کریں‘ که سفارش کرکے تیس لاکهه یونیورسٹي فنڈ سے قرض دلادیں‘ اور پهر مسلمانوں سے کهیں که اسے ادا کرکے ترکوں کو قرض کي ادائگي سے بچانے کے ساتهه یونیورسٹي کا خواب بهي بغیر تعبیر کے نرهنے دیں -

هز ایکسلنسي ناظم پاشا سپه سالار افواج عثمانیه

میدان جنگ

کي نسبت اس وقت تک جو جگرسوز خبریں آتي رهي هیں‘ ان پر ایک مبسوط تحریر لکهه چکے تهے‘ اور چونکه افتتاحیه حصه کمپوز هوچکا تها‘ اسلیے شذرات میں درج کرنے کا اراده تها‘ مگر مندرجه صدر مضمون نے ایسے موقعه پر جگهه پوري لے لي که اب صفحه بڑهانے اور چهاپنے کا وقت بهي نہیں رها - اسوقت تک جو خبریں بلقان سے آئي هیں خود انکا تضاد بیان اور اضطراب ادعا هي انکے عدم وثوق کے لیے کافي هے - ترکوں کو غالباً سقوطري‘ اسکوب‘ مصطفی پاشا اور قرق قلعسي کو چهوڑنا پڑا‘ لیکن اسکے لیے انکي مجبوریاں واضح هیں - جیسا که آجکے اُس تار سے جو سرکاري طور پر عثماني قنصلوں کے پاس بهیجا گیا هے‘ معلوم هوتا هے - ابتک ترکوں کو پورے فوجي اجتماع‘ اور تهیه سامان کا موقع هي نہیں ملا تها‘ اسپر نا تجربه کار افسروں کي نادانیوں‘ بارش کے سخت سیلاب‘ عیسائي عثماني فوج کي غداري‘ بعض افسوسناک سوء اتفاق‘ اور رسد و سامان جنگ کي عدم فراهمي نے انکي مجبوریاں دگني کردیں - اب بلغاریا کي تمام قوتیں ختم هوچکي هیں‘ آج کي تار میں " فوج کے آرام لیلے " کا بهانه آگے نه بڑهنے کیلیئے خود بلغاریا نے پیش کیا هے - ایک پرایوٹ تار سے بهي اسکي تصدیق هوتي هے که ترکوں کا مدافعانه پهلو ختم هوگیا اور اب انکے حملے شروع هونگے - پس مسلمانوں کو مایوس اور غمگین نه هوجانا چاهیئے اور جنگ طرابلس کے ابتداء وسط کو یاد رکهنا چاهیئے -

# الهـــلال

۶ نومبر ۱۹۱۲

— * —

## القسطاس المستقيم

— : —

### یعنے مسلمانوں کي ائندہ شاهراہ مقصود

— * —

ان ینصرکم الله فلا غالب لکم' وان یخذلکم فمن ذا الذي
ینصرکم من بعدہ ؟ ؟ وعلى الله فلیتوکل المومنـــون
( ۳ : ۱۵۴ ) (۱)

— • —

( ٤ )

هاں رہ عشق ست ' کہ گشتن ندارد بازگشت
جرم را ایں جا عقوبت هست و استغفار نیست

گذشته مطالب کے گوش گزار کردینے کے بعد ' اب صرف چند باتیں آور عرض کرني باقي رهگئي هیں' اگرچہ سچ پوچھئے تو پوري داستان هي باقي ہے ' اور شاید همیشه باقي هي رہے گي :

قصۂ عشق بشیرازہ نگنجد زنہار
بگذارید که این نسخه مبجزا مانده

اس تبدیلي کے نتائج

قدرتي طور پر سوال پیدا هو سکتا ہے کہ اگر ایسي تبدیلي عمل میں آگئي ( وما ذالک على الله بعزیز ) ' تو اسکے نتائج کیا هونگے ؟ اغاز مضمون میں جن ائندہ خطرات کي طرف اشارہ کیا گیا ہے ' وہ کیا کیا هیں ؟

لیکن غور کیجیے تو در اصل هماري دعوت اثبات فوائد و نتائج سے مستغني ہے - همارا یہ اعتقاد ہے کہ هر وہ انساني عمل جو تعلیم الهي کي هدایت بخشي سے خالي ہے' کبهي فوز و فلاح نہیں پاسکتا - اگر هم اپني دعوت کي خوبیاں ثابت نہ کر سکیں' تو کچھ هرج نہیں' کیونکہ اسکے لیے یہي ایک خوبي کافي ہے کہ اوروں کي دعوت انسانوں کي طرف ہے' اور اسکي پکار تعلیم الهي کي طرف -

و من احســـن قولا ممن دعا الى اللـــه
اور اس سے بہتر اور کسکي پکار هو سکتي ہے' جسنے الله کیطرف بلایا ' اعمال نیک انجام دیے ' اور اپنے تئیں کسي انساني نسبت کیطرف نہیں' بلکہ خدا کي طرف منسوب کرکے کہا کہ میں صرف " مسلم " هوں -
و عمـــل صالحـــا و قـــال انني مـــن المسلمین (     )

انساني اعمال و اقوال دوسرے انسان کیلیے محتاج تصدیق هیں' مگر خدا کي اواز جب انسان کو مخاطب کرتي ہے ' تو وہ خود حق اور صداقت ہے اور اپني تصدیق کیلیے کسي استدلال کي محتاج نہیں - اگر سچ کوئي متشکل وجود هوتا' اور بولتا' تو کیا اس سے دلیل طلب کي جاتي کہ وہ سچ ہے ؟ افتاب اگر کہے کہ میں روشن هوں' تو آپ اسکے جواب میں کیا کہیں گے ؟

هم جلدي میں لکھ گئے کہ " همارا اعتقاد ہے " حالانکہ " هر مومن قلب " کا یہي اعتقاد هونا چاهیے - مومن کي تعریف یہ ہے کہ " وہ صحیح الفطرة انسان ' جسکي فطرة اصلي کا ذوق خارجي اثرات ضلالت سے بگڑ نہ گیا هو " کیونکہ انسان کي " فطرة اصلي " اور " اسلام " دو مرادف لفظ هیں - اور فطرة انساني کا اگر کوئي مذهب ہے' تو وہ اسلام هي ہے ' اسکے خلاف انسان کے جسقدر اعمال هیں' انکو خارجي اثرات کي پیدا کي هوئي ضلالت سمجھیے - هر ایسي ضلالت کو جو سرشت انساني کے خلاف هو' قران حکیم " عمل الشیطان " سے تعبیر کرتا ہے کہ عمل رحماني تکوین فطرة اصلي و ودیعت تمیز هدایت و ضلالت ہے - کما ورد في الحدیث المشهور : کل مولود یولد على فطرته ( او على فطرة الاسلام ) و ابواہ یہودانه و ینصرانه ( الى اخرہ ) (۲) :

فا قم وجهک للدین القیم : فطرة الله الذي فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله (     )
پس صرف دین قدیم فطري کے هو جاؤ' وہ خدا کي قائم کي هوئي فطرة ہے جس پر انسان پیدا کیا گیا ' اور خدا کي فطرة میں کبھي تبدیلي نہیں هوسکتي -

پس هر صحیح الفطرة انسان کیلیے یہ دعوت ایک ایسي صداقت بحت ہے ' جو کسي بحث و استدلال کي محتاج نہیں - یہ اسکے لیے کوئي نئي دعوت نہیں ہے ' بلکہ اسکے اندر کي اُس صداے فطرة کا اعادہ ہے ' جو هر آن و هر لمحه اسکے اعماق قلب سے اٹھ رهي ہے' اور اُس نقش خلقت کا عکس ہے' جو نقاش قدرت نے اُسکے صفحۂ جبلت پر کھینچ دیا ہے - اگر باهر کے غوغاے ضلالت نے اسکے سامعه کو مشغول نہ کر دیا هو' تو جب کان لگاے ' اس اواز کو سن سکتا ہے - اور جب آنکھ بند کرے ' اس نقش کو دیکھ سکتا ہے :

ان في ذلک لذکـــری لمـــن کان لـــه قلـــب او القى السمع و هـــو شهیـــد ( ۵۰ : ۳۷ )
اور اسمیں بہت بڑي بصیرت ہے اسکے لیے' جو اپنے پہلو میں سونچنے والا دل رکھتا هو' اور جسکے سر میں سننے والا کان هو -

البتہ یہ ضرور ہے کہ دستر خوان کے لذائذ کا اعتراف کرنے کیلیے ایک تندرست شخص کي زبان چاهیے ' نہ کہ ایک ایسے مریض کي ' جو رات بھر تب محرقه میں مبتلا رهکر بستر سے اٹھا هو - اگر اپکے منھ کا مزہ بگڑا هوا ہے ' تو آپ شهد کو حنظل ثابت کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ اپنے کام و زبان کے ذوق رفته کو حاصل کرنے کي کوشش کریں -

---

( ۱ ) مسلمانو ! اگر الله کي نصرت تمہارے ساتھ هو تو پھر تم پر کوئي شے غالب نہیں آسکتي' لیکن اگر الله هي تم کو شکست دینا چاهے' تو بتلاؤ کہ اسکے بعد پھر کون ہے' جو تمہاري مدد کر سکتا ہے ؟ حقیقت یہ ہے کہ صاحبان ایمان تو صرف الله هي سے اپنا دار و بار رکھتے هیں اور اسي پر اعتماد کرتے هیں -

( ۲ ) جیسا کہ مسلم کي ایک مشهور حدیث میں کہا گیا ہے کہ هر بچہ جو پیدا هوتا ہے ' وہ اپني فطرة اصلي پر هوتا ہے جو اسلام ہے - لیکن پھر اسکے ماں باپ اور اسکي سوسائٹي اسکو اپنے مذهبوں کي بن کرے فطرة اصلي سے دور کر دیتے هیں -

**آفتاب آمد دلیل آفتاب**

پس حقیقت اندیشی کی نظر ڈالیے تو اتباع تعلیم الٰہی کے داعی کے سر بحث و استدلال کا کوئی بار نہیں ہے ' اس نے جس وقت یہ کہا کہ تعالوا الی ما انزل علی الرسول [ اس تعلیم کی طرف آؤ جو خدا نے اپنے رسول کریم پر اتاری ] تو وہ اسی وقت سبکدوش ہوگیا ' کیونکہ اگر اسکی دعوت دلیل کی محتاج تھی ' تو اس نے دعوت کے ساتھہ دلیل بھی پیش کردی - روشنی کے لیے یہی دلیل ہے کہ وہ روشنی ہے - اسکی صداقت کی اس سے بڑھکر برہان مبین کیا ہو سکتی ہے کہ وہ انسانوں کی طرف نہیں بلاتا بلکہ داعی الی اللہ و ما نزل علی رسولہ ہے :

تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ( ) اس تعلیم کی طرف آؤ جو تم میں اور ہم میں مشترک ہے ' یعنی خدا کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکاؤ -

تاہم کیا کیجیے کہ بد بختی سے زمانہ وہ آگیا ہے ' جبکہ ایک مسلمان کے آگے اسلام کی خوبیوں کو ثابت کرنا بہ نسبت ایک مسیحی کے زیادہ ضروری ہے - عین نصف النہار کی دھوپ میں کھڑا ہوکر ایک حریف آفتاب سے مقابلے کی آنکھیں لڑاتا ہے - اور پوچھتا ہے ' کہ اس کے روشن ہونے کا ثبوت کیا ہے ؟ پیاس کسی کو نہیں ہے مگر پانی سے پوچھتے ہیں کہ اسے کیوں تشنگی کیلیے مفید تسلیم کیا جاے ؟

حریف کاوش مژگان خون ریزش نئی زاہد
بدست آور رگ جانے و نشتر را تماشا کن !

بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اس دعوت کے نتایج پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیں - روشنی کی برکتیں کسے معلوم نہیں ' مگر پھر بھی آپ بار بار دہرا دہرا کر کہے جائیں تو بہتر ہے ' کیونکہ لوگوں نے تاریک غاروں اور تہہ خانوں کو اپنا نشیمن بنا لیا ہے - کذلک نصرف الآیات لعلہم یتذکرون [ اور اسی لیے ہم بار بار دہرا کر موعظة و تذکیر سے کام لیتے ہیں ' تاکہ لوگ سونچیں اور غور کریں ] -

ہماری دعوت در اصل دو حصوں پر مشتمل ہے :

( ۱ ) مسلمان اپنے تمام اعمال میں جبتک کوئی عملی مذہبی تبدیلی پیدا نہیں کرینگے ' محض سیاسی یا تعلیمی تغیرات و ترقیات انکے لیے سودمند نہیں ہوسکتیں -

( ۲ ) تعلیم ' معاشرت ' اور سیاست میں انکو بربناے اتباع اقوام کوئی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے ' بلکہ بربناے مذہب -

پہلے حصے کو ہم موخر رکھکر سردست دوسرے ٹکڑے پر ایک مختصر بحث کرنی چاہتے ہیں -

ہم نے گذشتہ نمبر میں کہا تھا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے تئیں تعلیم قرانی کے ہاتھہ پر چھوڑ دیں :

می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست

دیکھنا چاہیے کہ اگر ہم ایسا کریں ' تو تعلیم ' معاشرت ' اور پالیٹکس میں قران ہم کو کس طرف لے جاے گا ؟ تعلیم میں ہم جو علوم و فنون جدیدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ' اور جو مقصد ہمارے پیش نظر ہیں ' مذہب کی راہ سے بھی وہاں تک پہنچ سکیں گے یا نہیں ؟ اور اگر پہنچیں گے ' تو خالص تعلیمی تحریک اور اس تحریک میں کیا فرق ہوگا ؟ معاشرت میں ا[س]کا ہاتھہ ہمیں کہاں لے جاے گا ؟ اور جو زندگی ہماری ہوگی ' بیسویں صدی کی معاشرتی ضروریات سے مطابق ہوسکے گی یا نہیں ؟ پالیٹکس ' میں اسکی تعلیم کیا ہوگی ؟ وہ غلامانہ محکومی [کو] فضیلت انسانی قرار دیگا ' جیسا کہ ابتک مسلمانوں کا حال رہا ' یا آزادی و خود مختاری ' جمہوریت و مساوات کا ولولہ پیدا کریگا ' جسکی طرف موجودہ تغیرات کا عام رجحان ہے ؟ اور پھر بالفرض تعلیم قران و اسلام کی راہ سے ہم نے ایک آزادانہ پولیٹیکل پروگرام مرتب بھی کرلیا ' تو اسمیں عزت و فضیلت کیا ہوگی ؟ کیونکہ یہی شے ہم مذہب سے الگ رہکر ' یورپ کی موجودہ جمہوریت کے اتباع ' اور ہمسایوں کی نظیر سے بھی حاصل کرسکتے ہیں ؟

یہ سوالات ہیں ' جنکا جواب دینا اس حصہ بحث میں ضروری ہے لیکن تعلیم اور معاشرت سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ پالیٹکس کی شاخ پر نظر ڈالیں ' کیونکہ گو اجتک مسلمانوں کی اصلاح پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا ' کہ تعلیم اور معاشرت کی اصلاح مذہب کی راہ سے شروع کی گئی ہو ' مگر تاہم چونکہ نئے مصلحین کا سرمایہ اصلاح ابتک صرف تعلیم ہی رہا ہے ' اسلیے گاہ گاہ انکے ایوان تجدید میں بربناے مصالح چند در چند ' مذہب کو باریابی کی عزت دیدی جاتی ہے ' اور چنداں بے التفاتی پر اصرار بھی نہیں ہے - مسلمانوں کی جیب پر ابتک مذہب کی حکومت کچھہ باقی نہ کچھہ ہے اور اس صید کیلیے چندے کے جال میں سب سے زیادہ پرکشش مذہب ہی کا ہے -

واعظین و مصلحین حال میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو بظاہر اسلام و قرآن کے استغراق و انہماک سے بالکل عدیم الفرصت رہتے ہیں ' اور قرآن کریم کے " حامی تعلیم " " دین فطری " اور " مصلح اخلاق و معاشرة " ہونے کے بہت سے دلاویز اسباق انکے نوک زبان ہیں - بعضوں پر تو کانفرنسوں کی خانقاہ ہوتی ہیں جب ہیجان جذبۂ قومی سے عالم تواجد و تواقص طاری ہوتا ہے تو " فطرة " اور " اسلام " کا پردۂ بیگانگی و تعین بکلی مرتفع ہو جاتا ہے ' اور عالم اتحاد کے مشاہدات سے بیخود ہوکر " الاسلام ھو الفطرة ' والفطرة ھی الاسلام " کا ترانۂ وحدت گانے لگتے ہیں :

یارب زسیل حادثہ طوفان رسیدہ باد [illegible]
[illegible] بت خانۂ کہ خالقش نام کردہ اند [illegible]

اسمیں شک نہیں کہ " اسلام " ایک دین فطری ہے " التی فطر الناس علیہا ' اور تمام عالم میں کوئی انسانی فطرة ایسی نہیں ہے جو اسکے ساتھہ جمع نہ ہوسکے " لیکن اگر انسانی خلقت کے بعض نمونے ایسے بھی ہو سکتے ہیں ' جیسے اس دین فطری کے ان نئے مصلحین و واعظین کے ہیں ' تو پھر تو اسلام کی فطرة کے مقابلے میں شکست تسلیم کرلینا ناگزیر ہے - کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض انسانوں کی فطرة اسلام سے اسدرجہ متبائن و متضاد واقع ہوئی ہے ' کہ آجتک انکی فطرة اعمال کے ساتھہ یہ دین [illegible]

لمحه کیلیے بھي جمع نه هوسکا' اور گو وه یورپ کے معترضین اسلام کو نماز کا فلسفه' اور روزے کے دقائق فطریه سمجھانے کیلیے پورے مستعد هیں' مگر سوء اتفاق سے اس فلسفهٔ و اسرار فطرة کو کبھي انکے ایوان اعمال میں باریابي کي عزت نصیب نہیں هوئي: بل قلوبهم في غمرة من هذا' ولهم اعمال من دون ذلک هم لها عاملون [ ان لوگوں کے دل اس دین فطري سے غافل هیں اور انکے دوسرے اعمال هیں جنکے وه مرتکب هوتے هیں ٢٣ : ٥ ]

اب هم صرف اس حصهٔ مبحث پر نظر ڈالتے هیں که اگر مسلمانوں نے آئنده کیلیے اپنا پولیٹکل پروگرام مذهب کي بنا پر قرار دیا' تو ایک خالص پولیٹکل تحریک کے مقابلے میں کیا نتایج مرتب هونگے ؟

### اتباع شک اور اتباع یقین

اولین اور بنیادي شے تو یه هے که اگر ایک " راه یقین " کي دعوت آپکو پکار رهي هے' تو آپ " شک " اور " ظن " کي طرف کیوں دوڑتے هیں؟ وه پالیسي جو محض انساني اتباع اور نظیر کي بنا پر قائم کي جاے گي' شک اور گمان هوگي' کیونکه انساني دماغ کا هر خیال شک هے' خواه اسکا نام محصور علم هو' یا محدود تجربه' اور یقین کا سرچشمه اگر کوئي هے' تو وه " اسلام " یا " مذهب حقیقي " هے -

یہي وجه هے که قرآن حکیم نے هر جگه کفر و ضلالت اور الحاد و دهریت کو " شک " اور " گمان " کے لفظ سے تعبیر کیا هے - کیونکه انساني دماغ کي انتہائي سرحد میں بھي اگر ڈھونڈھا جاے تو یقین کا پته نہیں چل سکتا - ایک ملحد فلسفي هر چیز میں شک کر سکتا هے که یه کیونکر هے؟ لیکن اگر اس سے پوچھا جاے که نہیں هے' تو تمھارے لیے حکم یقیني کہاں هے؟ تو اسکا جواب اسکے پاس کچھ نہیں هے - مگر مذهب ایک یقین کي دعوت لیکر آتا هے' وه حقائق اور وجود میں شک نہیں پیدا کرتا' بلکه حقائق کے لیے ایک یقین اپنے ساتھه رکھتا هے' اور کہتا هے که:

| | |
|---|---|
| هذه سبیلي ادعوا الي الله علي بصیرة انا ومن اتبعني وسبحان الله وما انا من المشرکین (١٢ : ١٠٨) | یه هے میرا طریقه که الله کي طرف بلاتا هوں' اس یقین پر' جو مجھکو' اور میرے ماننے والوں کو طریق الهي پر هے - |

اس نے هر جگه منکرین تعلیم الهي کو سب سے بڑا الزام یه دیا هے:

| | |
|---|---|
| مالهم بذالک من علم ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغني من الحق شیئا (       ) | انکے پاس کوئي علم و یقین نہیں' سوا اسکے که شک اور گمان میں گمراه هو رهے هیں' حالانکه شک یقین کے مقابلے میں کب ٹھہر سکتا هے؟ |

دوسري جگه کہا:

| | |
|---|---|
| هل عندکم من علم فتخرجوه لنا؟ ان تتبعون الا الظن' وان انتم الا تخرصون (٦ : ١١٠) | کیا تمھارے پاس کوئي علم هے' جو همارے آگے پیش کر سکو؟ حقیقت یه هے که کوئي نہیں' صرف اپنے واهموں پر چلتے هو- |

بلکه اگر قرآن کریم پر تدبر و تفکر کي نظر ڈالي جاے' تو ثابت هوتا هے که " کفر " اور " شک " اسکي اصطلاح میں هم معني الفاظ هیں' اور وه کفر کو هر جگهه شک سے تعبیر کرتا هے اور اسلام کو یقین و علم سے تعبیر کرتا هے - ( لیکن یه اس بحث کا موقعه نہیں )

پھر سوال یه هے که اتباع و پیروي کي مستحق وه تعلیم هے' جو یقین اور اعتقاد بخشتي هو' یا وه' جسکا تمام تر ماحصل شک اور ظن هے؟

| | |
|---|---|
| افمن یهدي الی الحق احق ان یتبع' امن لا یهدي الا ان یهدي؟ فمالکم کیف تحکمون؟ وما یتبع اکثرهم الا ظنا' ان الظن لا یغني من الحق شیا' ان الله علیم بما یفعلون ( ٣٥ : ١٠ ) | جو حق اور یقین کي راه دکھلاے' وه زیاده اس بات کا مستحق هے که اسکي پیروي کي جاے' یا وه انسان' جو خود کسي راه دکھلانے والے کا محتاج هے؟ تم لوگوں کي عقلوں کو کیا هوگیا هے؟ یه کیسے حکم لگا رهے هو؟ اصل یه هے که یه لوگ صرف اپنے وهم و قیاس کي اتباع پر چلتے هیں' اور ظاهر هے که وهم یقین کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا - |

### عدم تغیر و استقلال راے

هم نے کسي گذشته نمبر میں لکھا تھا که مسلمانوں کو اپني ایک ایسي پولیٹکل پالیسي طیار کرني چاهیے' جو کبھي متغیر نہو' اور جسکي بنیاد ایک محکم عقیده هو' نه که بعض خارجي اسباب - لیکن مذهب کے سوا اور کونسا اعتقاد هو سکتا هے' جو تغیر و تبدل سے محفوظ هو؟ انساني آراء قیاس میں تغیر لازمي هے' کیونکه وه ظنون و اوهام هیں' اور خارجي اسباب و علل کے تابع' لیکن احکام الهیه کي پہلي پہچان یه هے که وه ایسي یقینیات هوں' جن میں کبھي تغیر نہو سکے - اگر کوئي مذهبي حکم متغیر هو سکتا هے' تو وه اسکا مستحق هي کب هے که اسکو مذهب کے لفظ سے تعبیر کیا جاے؟ ولن تجد لسنة الله تبدیلا -

پس اگر مسلمانوں کي پولیٹکل پالیسي انکے مذهبي اعتقاد پر مبني هوئي' تو جب تک انکے دلوں میں اسلام کا اعتقاد باقي هے' اسمیں کبھي تبدیلي نہیں هو سکتي - انکے همسایوں کي پالیسي بدل جائیگي' مگر انکي پالیسي بدل نه سکیگي' کیونکه جس راهنما کے هاتھه میں انکا هاتھه هوگا' اسکي راه ایک هي هے - اگر گورنمنٹ کي پالیسي میں تغیر هو' تو اسکا بھي ان پر کچھه اثر نہیں پڑ سکتا' کیونکه انساني حکومتوں کے اصول حکمراني هي نہیں' بلکه سرے سے حکومتیں بھي بدل جائیں' تو بھي اسلام نہیں بدل سکتا - اور اسلام نہیں بدل سکتا' تو هر اس سے ماخوذ اور اسپر مبني اعتقاد بھي نہیں بدل سکتا -

### تصادم احزاب و تزاحم آرا

اب تک مسلمان ملکي ترقي اور آزادي کي تمام تحریکوں سے فخر کنان الگ رهے' اسلیے انکو پولیٹکل زندگي کے سفر کي کوئي منزل پیش هي نہیں آئي - یه منزلیں ابتدا سے طے شده اور مقرر هیں' اور هر محکوم قوم جو سیاسي زندگي حاصل کرنا چاهے' اسکے لیے ضرور هے که انسے ایک بار گذر جاے - منجمله ان منازل کے ایک نہایت خطرناک منزل پولیٹکل مطالبات کا اصولي اختلاف و نزاع' اور اس بنا پر مختلف پارٹیوں کا قیام هے - بغیر اس منزل سے گذرے اس راه کو طے کرنا تاریخ کے تجربے اور موجوده واقعات کے مشاهدے کے لحاظ سے تقریباً محال هے - ملکي آزادي کي خواهش کو جب دلوں میں پیدا

ہونے اور نشو و نماپانے کے لیے چھوڑ دیا جاےگا' تو پھر آپ کے پاس کوئي مقیاس الحرارت نہیں ہے' جس سے ہمیشہ اس حرارت دماغ سوز کي ڈگري کا خط دیکھتے رہیں - پولیٹکل زندگي مختلف طبائع میں مختلف قسم کي صلاحیت پاکر مختلف درجے کي حرارت پیدا کردیتي ہے' اور اسلیے پولیٹکل جدوجہد کے شروع ہوتے ہي مختلف جماعتیں قائم ہوجاتي ہیں - سب سے بڑا نزاع ملکي آزادي کي آخري منزل کي قسبت ہوتا ہے' کہ وہ کیا ہو؟ ایک جماعت خالص جمہوري اعتقاد پر قائم ہو جاتي ہے' دوسري جمہوریت کو شاہي اقتدار کے ساتھہ قائم رکھنا چاہتي ہے - (۱)

ایک جماعت غیر ملکي حاکموں کے زیر سیادت خود مختار ملکي حکومت پر قناعت کرلیتي ہے' دوسري جماعت ملک کو صرف ملکیوں کیلیے دیکھنا چاہتي ہے' اور اسلیے اسکا نصب العین صرف حکومت خود اختیاري ہي نہیں' بلکہ اغیار را جانب سے ملک کو خالي کرنا بھي ہوتا ہے - اگر دور نہ جائیں' تو اپنے برادران ملک کي پولیٹکل جد و جہد میں اسکي مثال آپ دیکھہ سکتے ہیں

اس نزاع احزاب' اور اختلاف مقاصد کا سیاسي زندگي کے ساتھہ ساتھہ پیدا ہوجانا بالکل قدرتي ہے - یہ طبیعت انساني کے طبیعي جذبات: حرص و قناعت' اعتدال و سختي' اور شدت و نرمي کا پولیٹکل ظہور ہوتا ہے' اسلیے بلا استثنا دنیا کے سیاسي جد و جہد کے عہد قریب میں کوئی قوم اس منزل سے گذرے بغیر آگے نہیں بڑھسکي - یہ اختلاف و نزاع جس درجہ ناگزیر نظر آتا ہے' اس سے زیادہ اسکي مضرتیں واضح ہیں - سب سے پہلا مضر نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ ملکي آزادي کے حملے سے بچنے کیلیے یہ نزاع حکومت کے ہاتھہ میں ایک مضبوط ڈھال بن جاتا ہے' اور حملہ آوروں کا باہمي نفاق' حریف کو فرصت دیدیتا ہے کہ جنگ کے نتیجے سے محفوظ ہو جاے - ہندوستان کا موجودہ پولیٹکل سکون اسي کا نتیجہ ہے' اور مصر میں " حزب الوطني " کي تحریک اسي لیے بار آور نہوسکي کہ وہاں کي ماڈریٹ پارٹي ( حزب الامۃ ) کو انگلستان نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا' اور آزادي کي ایک تلوار سے دوسري تلوار کے دو ٹکڑے کردیے -

مسلمان اگر پولیٹکل جد و جہد کا سفر شروع کرنا چاہتے ہیں ( اور افسوس کہ اب شروع کرتے ہیں ) تو انکے لیے بھي اس منزل سے گذرنا ضروري ہے - لیکن ہم کو یقین ہے کہ اگر وہ اپني پولیٹکل زندگي کو مذہب سے وابستہ کردیں' اور جس راہ کو اختیار کریں - آسے اپنا ایک مذہبي حکم سمجھکر اختیار کریں' تو اسلام کے خوارق سے بعید نہیں کہ وہ انکو ان موانع راہ سے بالکل محفوظ کردے' اور وہ اس امن و سکون کے ساتھہ راہ سے گذر جائیں' کہ سیاسي جد وجہد کے کلیات میں انکا وجود ایک مثال مستثنی ہو -

ہم نے کہا کہ کچھہ بعید نہیں' لیکن غور کیجیے تو ایسا ہونا یقیني اور لازمي ہے - جب مسلمان اپني پولیٹکل جد و جہد کو محض سیاسي ولولوں سے نہیں' بلکہ اپنے اعمال دیني کي طرح شروع کرینگے' تو انکي زندگي اور اعمال احکام دیني کے تحت میں آکر بالکل محدود و متعین ہوجائیں گے - اختلاف و نزاع تو جب ہو' جب انساني دماغ کو اسمیں دخل ہو' مذہبي احکام تعبد میں اختلاف کي کوئي گنجائش نہیں' انکا پالیٹکس مذہب کي حکومت میں آجاے گا - وہ خود مختار نہ ہوگا' کہ اپنے لیے مقاصد اور اسکے حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈ ہے' بلکہ جو ایک ہي مقصد اور ایک ہي طریق حصول مقصد' اسکو مذہب بتلا دیگا' مجبور ہوگا کہ صرف اسي میں محدود رہے - جس طرح ایک مسلمان نماز پڑھتا' اور روزہ رکھتا ہے' بالکل اسي طرح ایک سیاسي مقصد کو حکم الہي سمجھکر تلاش کرے گا -

---

[ بقیہ مضمون متعلق صفحہ ۹ ]

" یہاں ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا - پچھلے ہفتے ایک فقیر عرب عمدہ گھوڑے پر سوار عین شہر کے دروازے کے سامنے نمودار ہوا جہاں ایک پوري اٹالین بٹالین مقیم ہے' وہ اس تیزي سے بےتحاشا گھوڑا دوڑاتے ہوے آرہا تھا' کہ اطالیوں نے سمجھا' کوئي ترک پیغام بر ہے - اس نے آتے ہي نہایت تحکم آمیز لہجے میں سوالات کرنا شروع کردیے' عربي کوئي نہیں سمجھتا تھا' اسلیے مجھکو میرے ہوٹل سے بلایا گیا' میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ " ایک مسلمان علي بر غیثي - اطالي عیسائیوں کے بڑے سردار سے ملنے کیلیے آیا ہوں " یہ کہنے کے ساتھہ ہي اسکي آنکھہ سے غیض و غضب کے شعلے بھڑکنے لگے - میں نے جب ترجمہ اٹالي افسر کو سمجھا یا' تو نہایت حقارت سے ہنسدیا' اور اُن درختوں کي طرف اشارہ کیا' جنکے نیچے تازہ خون اور گرم نعشیں پڑي تہیں' اور یہ اُن لوگوں کي تہیں' جنکو قتل عام کے بعد اسلحہ رکھنے کے جرم میں پکڑ کے آج صبح ہي قتل کردیاگیا تھا - جونہي عرب کي نظر اس منظر پر پڑي' وہ بے اختیار ہوگیا' یہ کیسي عجیب بات ہے کہ اسکي دلیري صرف ایک زنگ آلود خنجر ہي کے قبضے پر تھي - قبل اسکے کہ اٹالین پکڑیں' اُس نے خنجر نکالا - اور زخمي شیر کے غصے سے تڑپ کر اٹالین افسر کے بھونکدیا' نہیں کہہ سکتا کہ اسکے بازو میں جنوں کي طاقت آگئي تھي' یا وہ فولادي تہے کہ اُس زنگ آلود خنجر کو دل سے آگے پہنچا دیتے تہے - افسر تڑپ کر گر گیا - اور اس نے چاروں طرف وار شروع کردیے' سیکڑوں اطالي چاروں طرف کھڑے تہے - مگر یہ اس طرح بجلي کي سرعت سے حملہ کررہا تھا' گویا مٹي اور بھس کے پتلے اسکے سامنے ہیں - اس نے اُسي خنجر سے ایک افسر اور تین سپاہیوں کو مار ڈالا' اور تین کو زخمي کیا! اتنے میں پیچھے سے ایک سپاہي نے فائر کردیا' اور وہ متواتر تین گولیوں کي ضرب کے بعد زخمي ہوکر گر گیا - گرتے ہي اٹالي اسپر ٹوٹ پڑے' اور تلواروں سے اس طرح مارنے لگے' جیسے گوشت کا قیمہ کیا جاتا ہے' مگر اس نے گرتے ہي آنکھیں بند کرلي تہیں' اور بار بار کلمۂ اسلام پکار پکار کر دہرا رہا تھا - سپاہیوں نے اتنے ہي پر بس نہ کي' بلکہ اسکا سر کاٹ کر الگ پھینکدیا' اور اسکو بوٹوں سے کچلتے رہے - اسکے بعد اسکي لاش ایک دوسري ایسي ہي سر بریدہ لاش کے ساتھہ رکھدي گئي اور مجھکو معلوم ہوا کہ سر کاٹنے کا حکم خود جنرل کنیوا نے دیا تھا - مجھپر اس واقعہ کا بڑا اثر پڑا' میں نے اسکي تصویر کھینچ لي' جو اس خط کے ساتھہ بھیجتا ہوں "

چلنے والے ہم ہیں' اور گذرنے والے ایسے ہوتے ہیں - فلمثل هذا' فليعمل العاملون -

---

( ۱ ) یہ ایک بجاے خود مستقل موضوع بحث ہے جسکو کسي وقت لکھنا چاہیے - یہاں اسقدر اشارہ کردینا چاہتے ہیں کہ عموماً یہي دو اعتقادي نزاع تمام سیاسي جماعتوں میں ہوتا ہے' مگر پھر اسي سے متعدد شاخیں پیدا ہوجاتي ہیں - مثلاً ملکي حکومتوں میں تو یہ نزاع جمہوري' اور نیم جمہوري صورت میں ہوگا - مگر محکوم رعایا کي جد و جہد میں سلف گورنمنٹ اور تخلیہ ملک کي صورت اختیار کرلے گا' سلف گورنمنٹ سے مقصود یہ ہے کہ کسي اجنبي حکومت کے ماتحت پارلیمنٹري اصول پر خود اُس ملک کو اپني حکومت ملجاے' اور تخلیہ ملک سے یہ مطلب ہے کہ اجنبي حکومت اُس ملک کو بالکل خالي کردے' اور خالص خود مختارانہ ملکي حکومت قائم ہو جاے - آجکل ہندوستان میں نرم اور گرم دلوں کا اختلاف اسي بناپر ہے - مصر میں بھي حزب الوطن اور حزب الامۃ اسي اختلاف کا نتیجہ ہیں -

# ناموران غزوۂ طرابلس

جنگ طرابلس کا بظاہر خاتمہ ہوگیا ' اور اصلیت ابتک پردۂ خفا میں مستور ' لیکن اگر دولت عثمانیہ اپنی مشکلات اور مصالح کی وجہ سے مجبور ہوگئی کہ طرابلس کو بھلا دے ' تو کیا ہم بھی بھلادیں گے ؟

وہ جانفروشان اسلام جنھوں نے اٹھارہ مہینے تک دو لاکھ متمدن وحشیوں کی لعنت سے خاک وطن کی تقدیس کی حفاظت کی ' کیا انکی یاد کی بقا عثمانی حکومت کی التفات کی محتاج ہے ؟

## مرقع حیات

—*—

اقتلوني اقتلوني يا ثقات
ان في قتلي حيات لاممات

زندہ کش جاں نباشد دیدۂ ؟ گر نہ دیدستی ' بیا مارا ببیں !

کیا مضائقہ اگر چند انسانونکی بنائی ہوئی وزرات انکو بھلا دینے پر مجبور کردی گئی ' اسلام کے پاس چالیس کرور دل ہیں ' جو انکو ہمیشہ یاد رکھہ سکتے ہیں -

نئی جنگ کی حسرت انگیز خبروں نے سیکڑوں مسلمانوں کو اس تلاش میں حیران کردیا ہوگا کہ کیا کریں ؟ لیکن شاید کرنے والون نے کبھی بھی یہ نہیں سونچا ہے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے ؟ عقلمندوں کی مصلحت ارائیاں اور کر گذرنے والوں کے سر فروشانہ اقدام ایک جگہہ جمع نہیں ہوسکتے - اگر کوئی شخص اس سونچ میں ہے کہ آیے کیا کرنا چاہیے ' تو میں بتلا تو نہیں سکتا کہ کیا کرنا چاہیے ' مگر دکھلا سکتا ہوں کہ ایسا کرنا چاہیے -

یہ تمھارے سامنے کاغذ پر ایک مرقع ہے ' مگر پہلے بتلاؤ کہ تمہارے پہلوؤں میں دل بھی ہے یا نہیں ؟

افسوس کہ دل ہی نہیں ہے ' اور زندگی جو کچھہ ہے ' اسی کے دم سے ہے - فوا اسفا ! و واحزنا ! !

مجھے یہ ڈر ہے ' دل زندہ ' تو نہ مر جاے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

فانها لا تعمي الابصار ' ولكن تعمي القلوب التي في الصدور

اے عزیزان ملت ! جس چیز کو ہم زندگی سمجھے ہوے ہیں ' وہ زندگی نہیں ہے - زندگی یہ ہے ' جسکو اس " مرقع حیات " میں دیکھہ رہے ہو - یہ وہ منجمد نعش ہے ' جو متحرک جسموں کو زندگی بخش سکتی ہے -

جنرل کنیوا نے ۲۶ اکتوبر کو دیکھا ' کہ نخلستان طرابلس کی ریت کا ہر ذرہ قدیلی ظلم و وحشت کے خون سے سیراب ہو چکا ہے ' مگر ابھی خود اسکی تشنگی سیراب نہیں ہوئی تھی - دوسرے دن علی الصباح اندرون طرابلس اور صحرا میں اس قتل عام کی خبریں پھیلنے لگیں ' اور چند بقیۃ السیف شہری عرب ( نشائت بے ) کے کیمپ میں بھی کسی طرح پہنچ گئے - قرب و جوار کے قبائل کے جو لوگ اس وقت تک جمع ہو چکے تھے ' ان میں ایک فقیر الحال عرب ( علی مرغیثی ) نامی تھا ' جو دوسرے دن شام کو ( نشائت بے ) کے پاس آیا ' اور کہا کہ " میں ایک چیز مانگتا ہوں "

" ہمارے پاس اب کیا ہے ؟ ہم تو خود تم سے مدد کے طالب ہیں " نشائت بے نے کہا -

( علی مرغیثی ) بولا : " مگر اسی لیے لینے آیا ہوں تاکہ دوں ' مجھکو ایک گھوڑا چاہیے "

نشائت بے نے کہا " مگر آجکل ہمارے پاس سب سے زیادہ کمیاب اور قیمتی چیز یہی ہے "

اس نے بے پرواہی سے جواب دیا " میں بھی تم کو شاید وہ شے دونگا ' جس سے زیادہ قیمتی شے میرے پاس نہیں ہے ' میں اپنے دل والے شہری بھائیوں کے پاس جانا چاہتا ہوں "

نشائت بے کی آنکھوں میں آنسو بھر آیا ' مگر یہ آنسو سفید پانی کا نہیں تھا ' بلکہ سرخ خون کا ' اور اس سیلاب لالہ گوں کا ایک قطرہ تھا ' جو ۳ گھنٹے پیشتر طرابلس میں بہہ چکا تھا - اس نے کہا " صرف گھوڑا کیا کار آمد ہے ' جبکہ تمھارے کاندھے پر کچھہ نہیں ؟ "

عرب سرفروش نے گردن ہلائی ' اور کمر بند سے ایک زنگ آلود خنجر کھینچا - پھر کہا " مجھکو دور سے بندوق کا نشانہ لگانا نہیں آتا ' میں اٹالین افسر کے سامنے جاکر باتیں کرنا چاہتا ہوں "

علی مرغیثی گھوڑا لیکر چلا - وہ تن تنہا جارہا ہے ' وہاں خونخوار درندونکے سیکڑوں بہت ہیں ' انا کہ وہ جاکر ایک دو دشمنوں کو زخمی کردیگا ' مگر اس سے انکا کیا نقصان ہوگا ؟ اور عثمانی کیمپ کو کیا فائدہ پہنچیگا ؟

کیا دو تین اٹالیوں کے زخمی کردینے سے طرابلس پھر ترکوں کے قبضے میں آسکتا ہے ؟ پھر اگر وہ عثمانی کیمپ میں رہکر فوجی قواعد سیکھے ' اور کوئی خدمت انجام دے ' تو اس مجنونانہ جان بازی سے کیا زیادہ مفید نہیں ہوسکتا ؟

ایسے ہی خیالات ہیں ' جو آج ہندوستان میں بھی بہت سے اسلام پرست قلوب میں انکے التہاب و اضطراب کو مشوش کررہے ہیں -

لیکن کیا علی مرغیثی کے سامنے یہ سوالات نہ تھے ؟ یقیناً نہ تھے ' کیونکہ اسکے سامنے تو اس وقت ان شہداے مومنین کی روحوں کی صفیں تھیں ' جنکی گردنوں کے خون کے ساتھہ اسلام کا خون بہا تھا ' اور انکے نظارے سے اسے فرصت ہی کب تھی کہ ان مصلحت اندیشیوں کے کانٹوں میں الجھنے کیلیے اسکا دامن رکتا -

بک باشی شیخ ( عبد القادر بک ) عثمانی پارلیمنٹ میں ( بنغازی ) کی طرف سے عرب ممبر تھے ' جنگ کے بعد سے حوالی طبرق ) میں ایک فوجی افسر کی حیثیت سے ہیں - انکے ایک یونانی دوست نے طرابلس سے انکو ایک تصویر اپنے خط کے ساتھہ بھیجی ' جس میں لکھا تھا :

[ بقیہ صفحہ ۸ پر ]

# شؤون عثمانیہ

## القتال او الشرف و الاستقلال !

جلسۂ جامع سلطان احمد قسطنطنیہ میں صباح الدین بک کی تقریر

اے ملت پرستان غیور ! ! ذرا اس شاندار منظر کو جو ہمیں محیط ہے دیکھو ! کون منظر ؟ یہ آیا صوفیا ‘ یہ سلطان احمد ‘ اور یہ ریلی طاش ‘ کسقدر خوشنما منظر ! ہمیں اپنے قومی مفاخر کا یاد دلانے والا منظر ! ! - یہ منظر ہمیں بتلاتا ہے کہ نفاق ‘ بد اخلاقی اور پھوٹ کیونکر کسی سلطنت کا خاتمہ کردیتے ہیں - یہ منظر ہمیں بتلاتا ہے کہ ہم نے اسے کسطرح فتح کیا ؟ یہ بتلاتا ہے کہ ہم اسکو صرف اسلیے فتح کر سکے تھے کہ ہمارے سروں میں سرفروشی کا جنون تھا ‘ دلوں میں نبرد آزمائی کا ولولہ تھا ‘ اور ہاتھ میں حفظ وطن کی ناممکن التسخیر تلوار تھی - ہم اسکو صرف اسلئے فتح کرسکے تھے کہ ہمارے اخلاق پاکیزہ تھے ‘ ہم میں عزت وطنی اور غیرت ملکی کا ناقابل فنا احساس تھا ‘ اور اسلام کے شرف اور احترام کے آگے اپنے خون اور جسم کو ہیچ سمجھتے تھے -

ہم ان پاکیزہ صفات اور مکارم اخلاق کے وارث ہیں - ہماری ملت پرستی اور ہمارا جوش قلبی آج ہمیں اسلیے یہاں کھینچتا ہوا لایا ہے ہم یہاں آج کیوں جمع ہوے ہیں ؟ اپنے استقلال اور اپنی ملت کی حفاظت کیلیے -

اے ملت پرستو ! آج ہمارا سامنا ایک ناجائز زیادتی ‘ ایک غیر قانونی دست درازی اور ایک وحشیانہ اقدام سے ہے ‘ یہ قومیں جو آج ہم سے خود مختاری کی طالب ہیں ‘ اگر اپنے سود و زیاں کو صحیح طور پر سمجھتیں تو اپنی خودکشی کیلیے کبھی نہ کھڑی ہوجاتیں ‘ یہ کبھی اپنے آپ کو طمع و آز کا لقمہ نہ بناتیں ‘

یہ قومیں ‘ یہ عالم خیال میں جولانی کرنے والی قومیں ‘ اگر سونچیں ‘ تو انہیں معلوم ہوجاے کہ انکا وجود ہمارے وجود سے وابستہ ہے - انکا بقا صرف ہمارے بقا ہی تک ہے -

وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں [illegible] جمعیت سے مرعوب کرائیں - مگر واے بر حماقت ! کیا انہیں نہیں معلوم کہ جن ننگی تلواروں سے یہ ہمیں ڈراتے ہیں ‘ [illegible] بچوں کے ننھے ننھے ہاتھ جھیلتے ہیں ؟ کیا انہیں [illegible] کہ کل تک ہمارے ہی ہاتھ تھے ‘ جو ان پر عام کا سا [illegible] ؟ بیشک ہم نے صبر کیا ‘ اور بہت صبر کیا ‘ مگر [illegible] پیمانہ [illegible] لبریز ہوگیا ہے -

صوفیا ‘ جسکی زمین [illegible] برس تک عثمانیوں کے خون سے رنگین رہی ‘ بلگریا کا دار الحکومت ہوگئی ‘ اور ہم نے واپس لینے کا خیال نہیں کیا ‘ بلغراد کی فتح میں لاکھوں عثمانی بہادر کام آئے - اتھینس صدیوں تک ہمارے زیر نگین رہا ‘ مگر جب خود مختار ہوگیا ‘ تو ہم نے نہیں کہا کہ کیوں ہوگیا ؟ ستینہ میں چار بار عثمانی فوج پہنچ گئی ‘ اور کسی بار بھی ہم نے اسکے آزاد کرانے میں تردد نہیں کیا - ہم نے صلح [illegible] کو ہمیشہ ترجیح دی ‘ مگر ہمکو اسکا کیا بدلہ ملا ؟

یہ کہ بزدلوں کی طمع اور بڑھ گئی ‘ انہوں نے ہم کو کمزور سمجھ لیا اور ہم کو ایک لمحہ بھی نصیب نہیں ہوا کہ جس امن اور فرصت کیلیے ہم نے اپنے جسم کے ٹکڑے دیدیے ‘ اس سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اٹھائیں -

بلگیریا - یہ کل کی خود مختار ریاست چاہتی ہے کہ "درنہ" میں آجائے - یعنی دولت علیہ کا مرکز حکومت لیلیے ! - سلطان "مراد" کا نقش یادگار مٹادے ! ! سرویا یہ چاہتی ہے کہ سلطان "مراد" کا مشہد ( قوصوہ ) میں روند ڈالے ! -

مانٹی نیگرو ! یہ مجسمۂ حقارت و رذالت ! یانیہ ‘ اشقودرہ ‘ اور زاہرہ پر دانت لگا رہی ہے ! - یونان اس سبق کو بھول گیا ‘ جو ہم نے سولہ برس قبل پڑھایا تھا - ہمارے مقابلہ میں جزائر بحر متوسط پر حکومت کا مدعی ہے ! -

عبد الرحمن بک موجودہ وزیر مالیات

جو مجاہدین عثمانی کی ایک جمعیت فراہم کرکے مقدونیا روانہ ہوگئے ہیں -

معاملہ حد سے گذر گیا ‘ ہماری خود داری ‘ ہماری عزت نفس ‘ اور سب سے بڑھکر شرف اسلامیت اب نہیں برداشت کرسکتا -

اے اخوان ملت ! یہ ملک کیونکر خود مختار ہوے ؟ کیا اپنی قوت ‘ اپنی شجاعت سے ؟ نہیں ‘ نہیں ‘ بلکہ ہماری غلط پالیسی سے - مگر عثمانیوں نے انہیں کیونکر فتح کیا تھا ؟ تلوار سے - یہ ملک کیلیے ‘ اپنی ہستی کیلیے ہمارے مرہون احسان ہیں - مگر باایں ہمہ وہ کیا چاہتے ہیں ؟ وہ یہ چاہتے ہیں کہ سلانیک ‘ اسکوب ‘ اشقودرہ ‘ یانیہ ‘ اور پریزرہ ہم سے لیلیں ‘ لیکن اگر آل عثمان کی گذشتہ شش صد سالہ تاریخ کے صحائف دنیا سے فنا نہیں ہوگئے ہیں ‘ اگر تغیرات زمانہ نے ہمارے ملی خصائل کی قلب ماہیت نہیں کردی ہے ‘ اور اگر خدا کا پیام توحید فنا ہونے کیلیے نہیں بلکہ زندگی کیلیے ہے تو اس کائنات عالم کا ایک ایک ذرہ یاد رکھے کہ ایسا ہونا محال ہے - اسکا تصور جنون ہے - یہ محض ناممکن ہے - ان کے مقابلوں میں عثمانی فوج کو کبھی شکست نہیں ہوئی ‘ مگر انکی فوج ہمارے سامنے سے بارہا بھاگ چکی ہے - ہمارے لیے اب بھی ممکن ہے کہ ہم پھر انہیں برباد کردیں - ہمارا فرض ہے کہ اپنے ممالک کے حاصل کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کردیں جنمیں ہمارے نامور آباء و اجداد کی ہڈیاں مدفون ہیں استبداد و استعباد کیلیے نہیں ‘ بلکہ اسلیے کہ ان پر دستور و حریت کا جھنڈا لہرائے - ابتک ہم نے بہت صبر کیا ‘ مگر اب وقت آگیا ہے کہ ہم بدلہ لیں - ہم جنگ نہیں چاہتے بلکہ وہ خود جنگ چاہتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اب جنگ ہی چاہیں - ہمارا شاعر وطن نامق کمال بک کہتا ہے کہ "جب "طونہ" گیا تو وطن گیا "طونہ" تو جاتا رہا ‘ ہرگز وطن نہیں گیا ‘ مگر راحت وطن جاتی رہی "

ترکی اور یورپ اسوقت تک چین نہیں لینگے ‘ جب تک کہ وہ حدود طبعی تک نہ آجائینگے ‘ اسلیے جلد ہمکو اپنے حدود طبعی پر قبضہ کرلینا چاہئے - پس اے عثمانیو ! اٹھو اور آگے بڑھو - ہاں سنو ! تمہارا شاعر وطن "نامق کمال بک" کیا کہتا ہے - وہ کہتا ہے کہ

" هم نے دنیا میں کیا پایا هے جو موت سے بهاگیں " - کیا یه صحیح هے ؟ اگر هے تو پهر عثمانی تلوار کے نکلنے میں کیا دیر هے ؟ دنیا میں صرف انسان زنده رهسکتے هیں ' اور انسان وهي هیں ' جو وطن کي خاک کے ایک ذره کو اپنے سر سے پائوں تک کے خون سے بهي زیاده قیمتي سمجهتے هیں ' اور یهي انسان هیں ' جنکي بدولت قومیں اور اقلیمیں زنده رهتي هیں -

یاد رکهو که هماري سیاسي پوزیشن اسوقت تک قائم نهین رهسکتي جب تک که همارے یوروپي مقبوضات همارے هي زیرنگین نهون ' اسلیے همکو اپني تمام قوت مرکز کي تقویت میں صرف کر دینا چاهیے [ لیکن یهي مرکز کا غلط خیال هے ' جس نے اٹلي کو طرابلس پهنچایا الهلال ] هم مسلمان هیں ' جنگ همارے لیے عبادت هے - همارا یه عقیده هے که هم سے جو میدان جنگ میں جاتا هے - وه احدي الحسنیین سے محروم نهیں رهتا - اگر مرا تو شهید هے - ورنه غازي في سبیل الحق والتوحید - یه چیز هے ' جسکو همارے آباء و اجداد کي روحیں هم سے آج مانگ رهي هیں -

اے برادران وطن ! آؤ سب ملکے فوج کے لیے نعرهاے تحسین و آفرین بلند کریں ' کیونکه صرف فوج هي سے کسي قوم کا وقار و شرف باقي رهسکتا هے -

عثمانیت مرادف هے جندیت و عسکریت سے ' اسلیے عثمانیت پرستو ! اٹهو اور هتیار سنبهالو - هاں کهو - لیحي الجیش ! و لیحي الوطن ! لیحي الاسلام ! !

---

## عثماني طلبا اور جوش ملت پرستي کے مظاهر

— * —

( تازه عربي ڈاک سے )

قوم کے نوجوان در حقیقت اسکے ماضي ' حال ' اور استقبال کا آئینه هوتے هیں - قوم کي عزت و ذلت ' شجاعت ' وجبن ' اور حیات و ممات ' کے متعلق راے قائم کرنے کا انکے اعمال سے بهتر ذریعه نهیں - اسلیے عثماني طلبا کے مظاهرات کي تفصیل خاص توجه سے پڑهنے کے قابل هے -

هم اسکا مختصر حال ( العلم ) کے نامه نگار کي زباني درج کرتے هیں :—

جامعه عثمانیه کے طلبه نے ایک عظیم الشان جلسه کیا - جسمیں نهایت پر جوش اور شجاعت انگیز تقریریں کیں - اسکے بعد هاتهوں میں جهنڈیاں لیکر اس ترتیب سے چلے -

سب سے آگے مدرسه دینیات ' اسکے بعد مدرسه قانون ' اسکے بعد مدرسه هندسه (انجنیري) ' اسکے بعد مدرسه طب ' اسکے بعد مدرسه تجارت ' اسکے بعد دارالمعلمین کے طلبه تهے -

یه جلوس سب سے پہلے وزیر جنگ کے پاس گیا - وزیر جنگ کي طرف سے " فواد پاشا " ملے - ان کے سامنے ایک طالب علم نے تقریر کي جسمیں اس نے کها که " وقت آگیا هے که اب اگر عثماني زنده رهیں ' تو شرف و عزت کے ساتهه " اس تقریر کے جواب میں " فواد پاشا " نے ایک مناسب مقام تقریر کي - اسکے بعد طلبه نے نهایت بلند آواز سے ترانه هاے وطن گائے ' جو شاعر وطني نامق کمال بک نے کهے هیں -

وهاں سے یه جلوس باب عالي گیا - راه میں ازدحام بهت شدید تها - لوگ مکانوں اور راستوں پر سے " لیحي الشبان العثمانیه " عثماني نوجوان زنده رهیں ' کے نعرے بلند کر رهے تهے - وزیر اعظم طلبه سے ملے ' ایک طالب علم نے آگے بڑهکر کها " هم جنگ چاهتے هیں " - وزیر اعظم نے جواب دیا " که هم قوم کي خواهش پوري کرینگے " - وهاں سے اس جلوس نے قصر سلطاني کا رخ کیا - راه میں " طلعت بک " ملے جو وهیں سے موٹر پر واپس آرهے تهے - طلبه نے نعره هاے جوش بلند کیے - " طلعت بک " نے موٹر روک لي - اور طلبه کو مخاطب کر کے کها -

" اے قابل تعظیم عثماني نوجوانو ! هم اگر زنده رهینگے تو شرف و عزت کے ساتهه ' ورنه مرجائینگے - ' لتحی العثمانیة ' لتحی الطلبة الجامعة " - ( پائنده باد عثمانیت ' زنده باد طلبه جامعه ) اسکے بعد طلبه نے " لیحي الحرب " ( زنده باد جنگ ) کے نعرے بلند کیے - جب یه جلوس قصر سلطاني کے پاس پهنچا ' تو سلطان المعظم نے قصر کي کهڑکي سے طلبه کا استقبال کیا - اور یه فرمایا -

" هم هرگز اس پر راضي نهیں هیں که بلغاریا همارے محترم اجداد کے کاسه هاے سر کو پامال کرے - یه " بلغاریا " کل تک همارے ما تحت تهي ' آج خود مختار هوگئي هے تو چاهتي هے که اپنے اشقیاء و اشرار کے ذریعه سے همارے آرام و آسایش میں خلل انداز هو - اسکا خاتمه کردینا چاهیے جب تک خاتمه نه هوگا همیں کبهي پریشانیوں سے اطمینان نصیب نهیں هوگا - خداوند کار سلطان " مراد " جو واقعه " قوصوه " میں شهید هوے هیں ' همیں وصیت کر گئے هیں که انکے نقش قدم کي پیروي کریں " - اسکے جواب میں سب نے بآواز بلند کها - " لتحی الحرب ! لیحی مولانا السلطان الکبیر " - اسکے بعد سلطان المعظم پهر کهڑے هوے اور فرمایا -

اے میرے عزیز فرزندو ! مجهے تمهاري یه حمیت ملي دیکهکر بیحد خوشي هوئي - جب تک تم میں یه روح باقي هے - هماري سلطنت پر کوئي آفت نهیں آسکتي - بیشک مجهے فخر هے که میں عثمانیونکا بادشاه هون " - ( نهیں یه تنزل هے بلکه کهنا چاهیے تها که ملت اسلام کا بادشاه هوں ) اسکے جواب میں طلبه نے بآواز بلند کها " لیحی سلطاننا " یهاں سے طلبه عثماني اخبارات کے دفاتر میں گئے - طلبه کے سامنے خطیب کبیر " عمر ناجي بک " نے " طنین " کے دفتر میں تقریر کي -

* * *

انجمن نور عثمانیه میں " عمر ناجي " نے ایک بهت بڑي تقریر کي - در حقیقت جس نے یه تقریر سني هے ' اسکو چاهیے که اپنے تئیں نهایت خوش نصیب سمجهے ' کیونکه انکي سحر آمیز بلاغت مرده دلوں میں زندگي اور سرد دلوں میں حرارت پیدا کر دیتي هے انکے بعد " طلعت بک " وزیر داخلیه کهڑے هوے اور انهوں نے کها -

" ابتک مجهے اندروني دشمنونکے مقهور کرنے میں کامیابي هوئي هے ' مگر اب میں بیروني دشمنونکو مقهور کرنیکے لئے فوج میں رهنا چاهتا هوں "

اسکے بعد تمام مجمع نے بالاتفاق یه طے کیا که " عبیدالله افندي " ایڈیٹر العرب تقریر کریں چنانچه " عبیدالله افندي " کهڑے هوے اور کها

" همارے دشمنوں کا اعتماد یورپ پر هے - اور همارا اعتماد خدا پر هے - هم حق کي راه میں لڑتے هیں - اور جو حق کي راه میں لڑتا هے ' خدا اسکا مددگار هے - جس قوم کا مددگار خدا هوگا وه قوم ضرور کامیاب هوگي "

اسکے بعد مجمع نے بآواز بلند درخواست کی که " جاوید بک " تقریر کریں - چنانچه " حزب الحریة والائتلاف " کے چند اعضاء انکے مکان پر گئے اور انکو اپنے ساتهه لے آئے " جاوید بک " نے کها -

" اس زمین پر عثماني فرزند رهتے هیں اور اسکے اندر عثماني بزرگونکي هڈیاں مدفون هیں - اسلئے همارا فرض هے که هم اسکي حفاظت و حمایت میں جانیں دیدیں ' اور دشمنوں کے قدموں سے اسکو پامال نهونے دیں " -

## دَتچچ كي تباهي

### عبرتناك داستان

### ايك قيدي ترك افسر كي زباں سے

( پادگورتزا ) كا نامه نگار ۱۴ اكتوبر كي چٹهي ميں لكهتا هے :

گرمي رو به تنزل هے - سناٹا سا چها رها هے - جن بازاروں ميں بشاش دهاتيوں اور فوجي سليقه سے چلنے والے سپاهيوں كے باعث كاندهے سے كاندها چهلتا تها ' وهاں آج سوائے ادهر ادهر چكر لگانيوالے چند سپاهيوں كے اور كچهه نظر نهيں آتا - يه سپاهي قريباً سب كے سب اعلى قسم كي فوجيورديوں ميں آتے هيں - قومي لباس تو النادر كالمعدوم هے -

اب همارے هيڈ كوارٹر كرشوتزا پر ' جو مقام مذكور سے ۲ كيلوميٹر كے فاصله پر جانب مغرب واقع هے ' مقرر هوئے هيں ' ملچ ' رجني اور پلے نتزا كے مابين هيلو گرافك تعلق صاف صاف نظر آتا هے - چائے خانے ميں بيٹهے هوئے كهانے ميں مشغول تهے كه ايك مقيد تركي كماندر پر ميري نظر پڑي ' جسنے ميرے سامنے دَتچچ كي تباهي اور واقعات ما قبل كے متعلق مندرجه ذيل داستان بيان كي -

" كچهه روز كم چار هفتے هوئے هيں ' استنبول سے دَتچچ آيا ' دَتچچ كلاں اور دَتچچ خورد ايك پهاڑي علاقه هے ' اور ۳ چهوٹي چهوٹي پهاڑياں اسپر سايۂ فگن هيں - خرد قلعه كي ديواروں كا كام بهي كمزور چٹانيں هي ديتي هيں ' جنميں چونه وغيره بالكل نهيں هے -

" ميرے زير كمان ۱۲۰ آدمي تهے - دَتچچ پر كل جمعيت ۵۰۰ آدميوں كي تهي ' ليكن انميں سے چوتهائي سے زياده حصه يونانيوں ' بلغاريوں ' اور سرويون كا تها ' جو هميں رات كي تاريكي ميں چهوڑكر كهسك گئے - هم غريب مسلمانوں سے بهت پيشتر وه جنگ كے شروع هو جانيسے خبردار هوچكے تهے -

۹ تاريخ كي صبح كو گولوں كي دندناهٹ سے هميں معلوم هوگيا ' كه لڑائي شروع چكي هے - ميرے پاس كل چار ضرب توپيں تهيں ' جنميں سے ۳ بوجه نهايت هي كهنه هونيكے قريباً بيكار تهيں - همپر ۵۰۰۰ ميٹر ( ۳۹ انچ كا هوتا هے ) سے گوله باري هو رهي تهي - اگر ميں صاف گوئي كو عارنه سمجهوں ' تو همارے پاس دشمنوں كي گوله باري كا جواب دينے كيلئے كوئي سامان نه تها - طرۂ يه كه بهتر ويں بٹاليں (رجمنٹ كا ايك حصه هوتا هے ' جس ميں ۱۰۰ سے ليكر ۳۰۰ تك سپاهي هوتے هيں) كے سپاهي تمام تر نو آموز اور نئے بهرتي كئے هوئے تهے -

همارے ۴۰۰ سپاهي چٹانوں كے پيچهے ايك هي قطار ميں فائر كرنيكي غرض سے پڑے هوئے تهے - انميں سے سو آدمي راتوں رات نكل گئے ' اور ماليسوري كم و بيش ۲۰۰۰ كي جمعيت ميں هم پر چڑهه آئے اور همارا احاطه كرليا - دسويں كي صبح كو لڑائي شروع هوئي - مانٹي نگريوں نے سب طرفسے همپر بورشوں كا تانتا باندهه ديا - همارے يمين ويسار جو واقعات ظهور پذير هوئے ' انكے بيان كرنيكا ميرے قلم كو يارا نهيں - همارا كپتان احمد آفندي تو وهيں شهيد هوگيا ( انا لله و انا اليه راجعون ) ليكن دوسرے شهدا كا مجمع كچهه حال معلوم نهيں - ان چٹانوں پر ايك عجب نفسا نفسي كا عالم تها ' هر شخص اپنے هي جان كے بچاؤ كيلئے ساعي نظر آتا تها - ايك درجن مانٹي نگروي مجهپر جهپٹ پڑے - ميں نے جلدي جلدي پستول سے فائر كرنا شروع كرديا ' اور كسي محفوظ تر جگهه كي تلاش شروع كي ' ليكن ميرا پاؤں پهسل پڑا ' اور ميں پهاڑ كي ايك كهوه ميں گر پڑا جس سے ميرے پاؤں ميں چوٹ آگئي -

ميں اپنے پستول كو دوباره بهر رها تها ' كه غنيم مجهپر ٹوٹ پڑے - ميرے ساتهه انهوں نے نهايت هي بے رحمانه اور بے دردانه سلوك كيا - رحم كا شائبه بهي كسي ميں معلوم نهيں هوتا تها -

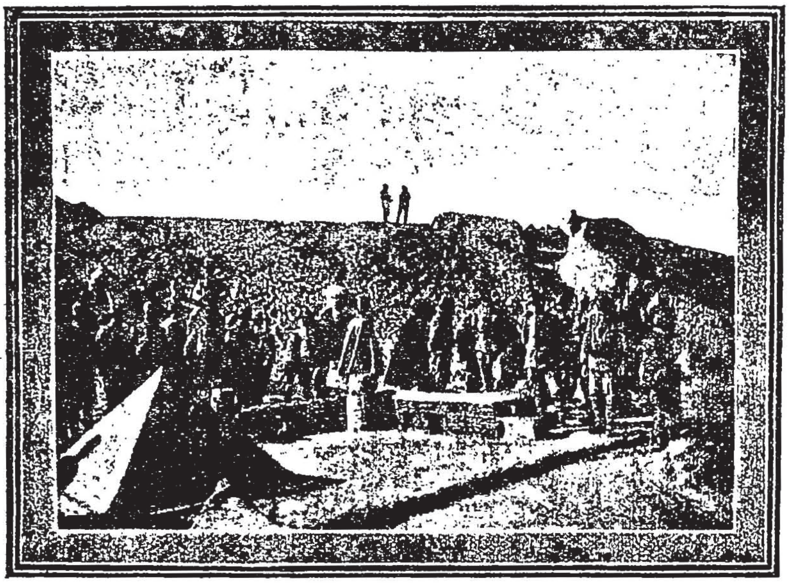

سرويا كي فوج كے دهسّے اور مورچے

جو ( دَتچچ ) كے دراي ميں بنائے تهے اور جنهيں ۱۴ - اكتوبر كو ايك تركي دستے نے منهدم كرديا -

---

## مصر اور تركي كي ڈاك سے مختصر خبريں

دولت عثمانيه نے ان تمام افسروں كو واپسي كا حكم ديا هے جو بيروني ممالك ميں جنگ كي تعليم حاصل كرنيكے ليے گئے هوے هيں -

— * —

وه عثماني فوجي افسر ' جو دار السلطنت فرانس ميں مقيم تهے روانه هوگئے ' روانگي كے وقت " لتحي العرب و لتحي التركيا " ( زنده باد عرب ) كے نعرے لگاتے اور قومي ترانے گاتے جاتے تهے -

— * —

صاحب الفخامة عبد الحليم افندي ' وحيد الدين افندي ' اور جمال الدين افندي شيخ الاسلام نے اپنا نام متطوعين ( والنٹيروں ) ميں درج كرايا اور فوج كے ساتهه روانه هوگئے هيں -

---

دوسو چاليس عثماني جو پهلے فوجي خدمت سے بهاگے تهے ' اب متطوع بنكر قسطنطنيه واپس آئے هيں -

---

جنگ بلقان ميں شركت كي غرض سے چاليس عثماني ملت پرست امريكا سے قسطنطنيه آئے هيں -

---

حرم سلطاني كي طرف سے وه تمام مصارف ادا كيے جاوينگے جو مجروحين كے معالجه ميں صرف هونگے ' اور نيز ايك شفا خانه كهولا جائيگا ' جسميں سو پلنگ هونگے - اسكے مهتمم دو شاهي طبيب يعني خيري بك اور جميل پاشا هونگے -

# مراسلات

## مسلم یونیورسٹی اور الحاق

— * —

جناب من -

امید ہے کہ سطور ذیل آپ اپنے اخبار میں شائع کرکے خاکسار کو ممنون فرمائینگے - جناب شیخ عبداللہ صاحب بی - اے - ایل ایل بی نے ایک خط جو اصل میں نواب وقار الملک بہادر قبلہ کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا، چھپوا کر بصیغۂ راز چند لوگوں میں تقسیم کیا ہے جو آنکے خیال میں اہل الراے تھے - لیکن :

نہاں کے ماند آں رازی کزو سازند محفل ھا

وہ مجھہ تک بھی پہنچ گیا، اور چونکہ وہ میرے پاس اس "صیغہ" سے نہیں پہنچا، اسلئے میں اسے "راز" میں رکھنے کیلیے مجبور نہیں، علاوہ بریں چونکہ وہ سخت مغالطہ ڈالنے والی تحریر ہے، اسلئے یہ ضروری ہے کہ قبل اسکے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو، اسکی غلطی سے بھی انکو آگاہ کردیا جاے -

سب سے اول شیخ صاحب نے اسکی مخالفت کی ہے کہ ایک ہی شخص کو "بطور کارکن و مہتمم کے پبلک اور گورمنٹ کے سامنے پیش کیا جاے" کیونکہ "اسکا نتیجہ کسی کامیابی کیلیے زیادہ اثر پذیر نہوسکے گا" - اسکا روے سخن راجہ صاحب محمود اباد کیطرف ہے بیشک یہ قابل افسوس ہے کہ شیخ صاحب اور صاحب زادہ صاحب کو جنکے مشورہ سے یہ تحریر لکھی گئی ہے، ایسا موقعہ نہیں دیا گیا، اور آئندہ بھی کوئی توقع نہیں - ایک طرف تو راجہ صاحب کے متعلق یہ راے ہے، دوسری طرف جلسہ کے رامپور میں ہونے کی تجویز ہے اور رامپور کو بہترین جگہہ بتائی گئی ہے، لیکن اس بہتری کیوجہ کوئی ظاہر نہیں کیگئی - شاید یہ ہو کہ نواب صاحب رامپور کی مہمانی کا فخر کوئی کم بات نہیں ہے، لیکن اگر وہاں راجہ صاحب نہ آسکیں، تو پھر کسی "دوسری جگہہ پر جہاں ممدوح کو شرکت میں اسانی ہو" کیوں؟ اسلئے کہ "بلا موجودگی جناب راجہ صاحب کے ہم یونیورسٹی کے متعلق کوئی جلسہ نہیں کرسکتے" - کیا یہ عجیب بات نہیں ہے؟ - شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ "قوم یونیورسٹی کے معاملہ میں ایک بے سری فوج کیطرح پریشان ہے" لیکن تعجب ہے کہ باوجود اسقدر کثیر التعداد نام نہاد اور خود ساختہ لیڈروں کے بھی قوم کو بے سری فوج کیساتھہ تشبیہ دیجاتی ہے "سربراوردہ" اور "اہل الراے" اشخاص کا جلسہ جسکی تحریک شیخ صاحب فرماتے ہیں، نہ معلوم کن اصحاب پر مشتمل ہوگا، اور ان خصوصیتوں کے لئے کیا معیار قایم کیا جائیگا - غالباً وہی معیار ہوگا جو اب تک علیگڈہ کی تمام تحریکوں اور کارروائیوں میں ہوتا رہا ہے -

شیخ صاحب کو معلوم ہوا تھا کہ نواب صاحب قبلہ کوئی تحریر پریس میں شایع فرمانیوالے ہیں، اسپر آپ ممدوح کو مشورہ دیتے ہیں کہ اسوقت "سب سے موثر نسخہ اتفاق ہے، اور اگر اہل الراے اشخاص میں اتفاق نرہا تو مشکل ہو جائیگی" اور پریس میں جانا "کسی بزرگ قوم کیلیے مناسب نہیں" - اردو اخبارات کا کچھہ ٹھیک نہیں، اسلیے کہ البشیر کی جو ہمیشہ کالج اور یونیورسٹی کا حامی رہا ہے راے معلوم ہوچکی ہے مسلم گزٹ، الہلال، کامریڈ وغیرہ تو ایکدم گردن زدنی ہیں - شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ "پس اب جو کچھہ فیصلہ ہونا چاہیے وہ یونیورسٹی کے صاحبوں کے مشورہ سے ہونا چاہئے، اور اس میں ان لوگوںکی راے کو زیادہ قابل وقعت نہ سمجھنا چاہیے جو یونیورسٹی کے قیام کے شروع ہی سے مخالف تھے یا جو ایسے مخالفین کے اثر میں آگئے ہیں" کیا شیخ صاحب مہربانی فرماکر بتلائیں گے کہ "یونیورسٹی کے صاحبوں" سے آنکی کیا مراد ہے؟ اور یونیورسٹی کے جو لوگ شروع ہی سے مخالف تھے وہ کون ہیں؟ کیا وہی لوگ نہیں ہیں جنمیں خود شیخ صاحب بھی شامل ہیں کہ یونیورسٹی ملجاے، خواہ وہ کیسی ہی ہو؟ اور کیا جو لوگ شروع سے مخالف تھے، وہ اسلئے نہ تھے کہ یونیورسٹی جو مسلمانوںکے مرض کی دوا ہو، انکے خیال میں ملنا نہایت مشکل تھی اور تجربے سے اخرالذکر اصحاب کی راے صحیح ثابت ہوئی ہے؟ اور جو لوگ قوم کے مخالفین کے اثر میں آگئے ہیں، وہ ان سے بہتر نہیں ہیں، جنہوں نے قطعاً آنکھوں پر پٹی باندہ لی ہے، اور ہر ایک معقول بات کے نہ سننے اور نہ سمجھنے کی قسم کہالی ہے؟

## فکاہات

— * —

### یونیورسٹی اور الحاق

— * —

شرط الحاق پہ اصرار، اور ایسا اصرار
شیوۂ عقل نہیں، بلکہ ہے یہ کج نگہی
درسگاہیں ہیں کہاں، کیجیے جنکا الحاق
اور اگر ہیں بھی تو بیکار ہیں یا طبل تہی
لوگ جس چیز کو کہتے ہیں علی گڈہ کالج
چشم بینا ہو، تو ہے جامعۂ قوم یہی
یہ وہی قبلۂ حاجات ہے، سوچیں تو ذرا
یہ وہی کعبۂ مقصود ہے، دیکھیں تو سہی
آج جو لوگ ہیں جمعیت قومی کے امام
جن کا ارشاد ہے ہم پایۂ طغراے شہی
سب کے سب متفق اللفظ یہی کہتے ہیں
"إن ھذا لھو الحق و آمنت بہ"

* * *

قوم کا دیکھیے بچپن کہ یہ سب سن کے کہا
"جو کھلونا مجھے دکھلایا تھا، لونگی تو وہی"

(انصاف)

شیخ صاحب آگے چلکر یونیورسٹی کے مسئلہ کی تاریخ بیان فرماتے هیں اور تاریخ پیدایش سنه ۱۸۸۳ قرار دیتے هیں ' لیکن اگر هماری یاد غلطی نہیں کرتی ' تو یه تاریخ صحیح نہیں ھے - یونیورسٹی کی اصلی تاریخ پیدایش سر سید کی انگلستان سے واپسی ھے ' اور اسکا عملی جامه پہننے کی تاریخ اور علیگڈه کالج کی بنیاد دونوں توام هیں - آپ کو سید محمود مرحوم کی اسکیم میں " الحاق " اور الحاقی یونیورسٹی کا کہیں پته نہیں چلتا - آپ کو سر سید - نواب محسن الملک - نواب وقار الملک ' مسٹر بیک ' سر ماریسن ' مسٹر شاهدین - صاحبزاده صاحب - مسٹر محمد علی کی تقاریر اور تحریروں میں اور سر سید میموریل فنڈ اور کانفرنس کی روئدادوں میں بارجود " دوباره پرتالنے " کے " لفظ الحاق " کہیں نظر نہیں پڑا - ممکن ھے که شیخ صاحب کا یه ادعا صحیح هو که " اس وسیع سلسله میں کبھی کسی ایک مقرر کی زبان سے یا ایک مضمون نگار کے قلم سے لفظ الحاق نہیں نکلا ' اور نه کسی کے ذهن میں الحاقی یونیورسٹی آئی " اجتک هم جانتے تھے که دلونکا علم سوائے اُس ذات وحده لاشریک کے کسی کو نہیں ' مگر آج همیں معلوم هوا که نعوذ بالله شیخ صاحب بھی اس صفت میں اُسکے شریک هیں ' جو لوگونکے ذهنونکا حال بھی معلوم کرلیتے هیں - شیخ صاحب همیں معاف کرینگے ' اگر هم یه عرض کریں که -

گر نه بیند بروز شپره چشم چشمهٔ آفتاب را چه گناه ؟

اس معامله میں شیخ صاحب کی " دوباره پرتال " بالکل اُسی قسم کی هوگی ' جسکے که وه اپنے پیشه کیوجه سے عادی هوگئے هیں - جب وه کسی مقدمه میں بحث کرنیکے لیے کسی مسل کی پرتال کرتے هونگے ' تو سواے اپنے موکل کی مفید مطلب باتونکے اور نظر انداز هوجاتا هوگا - مثال کے طور پر هم شیخ صاحب کو سرتھیوڈر ماریسن کے لکھنو والے ایڈریس کیطرف متوجه کرتے هیں ' جو اُنہوں نے سنه ۴ ع کے جلسهٔ کانفرنس میں به حیثیت صدر کے دیا تھا ' اُسے پڑھکر شیخ صاحب فرمائیں ' که اُسمیں کس قسم کی یونیورسٹی کا خاکه پیش کیا گیا ھے ؟

شیخ صاحب فرماتے هیں که الحاق کا مسئله سنه ۱۱ ع کی پیدایش ھے ' اور یه که پرایٹکل وجوهات کی بنا پر همنے اُسکی تائید کی تھی اور ممبر صاحب تعلیمات گورنمنٹ هند کے سامنے اسی وجه سے اسپر زور دیا تھا - اور یه که ممبر تعلیمات کے جواب سے اکثر ممبران ڈپوٹیشن کو یقین هوگیا تھا که الحاق کا حق نه ملیگا - لیکن شیخ صاحب بتائیں که اس یقین کو قوم پر کب ظاهر کیا گیا اور آیا یه واقعه ھے که نہیں که جب اسکا چرچا هوا که حق الحاق نه ملیگا تو اسکی تردید کسی نے نہیں کی ؟ شیخ صاحب فرماتے هیں که بعض اخبارات ممبران ڈپوٹیشن پر غلط اتہام لگاتے هیں که انهوں نے قوم کو مغالطه دیا اور یه سراسر نا درست اور کذب وافترا ھے ' اگر شیخ صاحب ڈپوٹیشن سے واپسی کے بعد کہدیتے که الحاق کے حق کی اُمید نہیں تو بیشک وه شکایت کرسکتے تھے ' بلکه برخلاف اسکے بار بار یه یقین دلانے کی کوشش کیگئی که یه جو افواه پھیل گئی ھے که الحاق کا حق نه ملیگا ' قطعاً غلط ھے ' اندریں صورت شیخ صاحب کا اخبارات کے متعلق اوپر کا خیال جایز طور سے اتہام اور بہتان بتایا جاسکتا ھے -

آخر میں شیخ صاحب کی یه رائے کسی طرح قابل تسلیم نہیں که چونکه هندؤں نے یونیورسٹی گورنمنٹ کی شرایط پر منظور کرلی ھے ' مسلمانوں کو بھی قبول کرلینا چاهیئے ' هندوستان کی تمام یونیورسٹیاں حقیقی معنوں میں هندو یونیورسٹیاں هیں ' اُنہیں الحاق کی زیاده ضرورت نہیں ' مسلمانوں کیلیئے بلا الحاق کی یونیورسٹی بقول کامریڈ کے سفید هاتھه کے پال لینے سے زیاده مفید نہیں هوسکتی -

علاوه بریں جو روپیه الحاقی یونیورسٹی کیلیئے جمع کیا گیا ھے ' وه کسیطرح شرعاً ' عرفاً ' قانوناً ' یا انصافاً ' غیر الحاقی یونیورسٹی کے قیام میں صرف نہیں کیا جاسکتا ' اور اگر ایسا کیا گیا ' تو کیا عجب ھے که کارکنان یونیورسٹی کو عدالت کا کٹہره دیکھنا پڑے - ( رازی )

---

## اشاعت اسلام

— * —

از حضرت علامه شبلی نعمانی مدظله

میں چند برسوں سے اس خطره کا سخت احساس کررها هوں ' جو نومسلموں کے چاروں طرف [illegible] رها ھے - جو تدبیریں لوگوں نے کیں اور کررھے هیں ' بالکل بے سود [illegible] بعض اوقات مضر ثابت هوئی هیں - اسی غرض سے میں نے اس قسم کی آبادیوں میں انسپکٹر بھیجے ' لوگوں سے خط و کتابت کی ' اور ذرایع سے حالت بہم پہنچاے ' اور ان سب کے بعد ایک خاکه قایم کیا ' که اسکے مطابق کارروائی کا آغاز کیا جاے - اس غرض سے اردو اور انگریزی میں خطوط چھپواے ' اور اراده کیا که ملک میں دوره کرکے هر جگه مناسب تدبیریں اختیار کی جائیں - اسی اثنا میں ( سیرت نبوی ) کا کام بھی پیش نظر تھا ' حضور سرکار عالیه ( بھوپال ) نے استاف کا بندوبست کرکے اس اراده کو واجب العمل کردیا ' اور میں نے اس مبارک لیکن نازک کام میں هات ڈال دیا - اس کام کی وسعت اور ذمه داری کو دیکھتا هوں ' تو نظر آتا ھے که جب تک اسی کا نه هو رهوں ' انجام نہیں پاسکتا ' ادهر ایک آنکھه کی بصارت بھی جاتی رهی - دوسری پر بھی زور پڑتا ھے بهر حال اب هر طرح پر قدرت نے مجبور کردیا ھے که استانهٔ نبوی کے سوا کسی طرف نظر اٹھا کر نه دیکھوں -

اس بنا پر ( اشاعت اسلام ) کے کام کو کسی اور بندهٔ خدا پر چھوڑتا هوں - میرے حبیب محترم مولانا ابو الکلام صاحب آزاد ' الهلال کے ذریعه سے جو کچھه کررھے هیں ' زمانه اسکو دیکھه رها ھے - اور انهی سے امید هوسکتی ھے که وه اس کام کو پورا کرسکیں - اسلیے اگر وه اس طرف متوجه هوں ' تو کامیابی کی امید هوسکتی ھے -

میں اس قدر اب بھی کرسکتا هوں که وه جب دوره پر نکلیں ' تو ایک آده جگهه ' میں بھی ان کے هم رکاب هو جاؤں -

---

## دعوت اصلاح مسلمین اور اتحاد اسلامی

— * —

الهلال کی روش کے متعلق آپنے رائے طلب کی ' اور پچھلے پرچے میں آپنے اپنا کام بتانے کے لیے صلاے عام دیا ھے - میں دونوں امور کی بابت کچھه کہنا چاهتا هوں -

اول الهلال کی روش کے متعلق -

میں اُن لوگوں میں هوں جو یه راسخ عقیده رکھتے هیں اور بارها علانیه تحریراً و تقریراً ظاهر بھی کرچکے هیں ' که مسلمانوں کی دنیوی بهتری اور برتری کا انحصار بھی اُنکے مذهب پر ھے - تاریخ شاهد ھے که جس قدر زیاده غلو انہوں نے مذهب کی طرف کیا ' اسی قدر زیاده مدارج دنیاوی اُنکو حاصل هوے - میں نے یہی راگ یورپ میں گایا ' اور پچھلی مرتبه جب میں پھر قسطنطنیه گیا ' تو وهاں کے اکابر وغیره کے سامنے بھی [illegible] چھیڑ دیا که مسلمانوں کے عروج کا ذریعه نه صرف حب وطن پیدا [illegible] سے هوسکتا ھے ' نه حب قوم سے ' بلکه حب مذهب سے - [illegible] اس کی جنگ نے یقینی یه میرا وعظ اب اور لوگوں کے بھی ذهن نشین کردیا هوگا ' جنهوں نے اپنے پیرس کے

قلم کے باعث اوسوقت شاید اسکي طرف بہت زیادہ اعتنا ' نہیں تھا -

پین اسلامک ولولہ یورپ میں پیدا کرنے کي غایت بھي یہي تھي - ایک وقت وہ تھا کہ مسلمانان ھند میں وہ اکابر' جو اب دولت عثماني اور ایراني کي حمایت پر ظاھراً ھمہ تن مصروف ھیں' اُن دعوتوں میں شریک ھوتے ڈرتے تھے' جسمیں ھم پین اسلامسٹ سفراء عثماني و ایراني کو مدعو کرتے تھے -

اُس زمانہ میں بارھا یہ خواھش ھملوگوں پر ظاھر کي گئي تھي کہ " پین " کا لفظ اپني سوسائٹي کے نام سے نکال ڈالیں' اسلیے کہ انڈیا آفس کو وہ لفظ پسند نہیں' اور میرے انگلستان سے آنے کے بعد وہ ٹکڑا خارج بھي کردیا گیا -

اب شاید اون لوگوں کے بھي یہ ذھن نشیں ھو گیا ھو' کہ مسلمانوں کو فطرۃً پین اسلامیست ھونا چاھیے' اور اس اندوھناک حالت میں' جبکہ :

غبار غرب سے اُمڈا ھے کس بلا کا مشیر
تمھارا نام و نشان خاک میں ملانے کو

اگر کوئي چیز کسي وقت امید کي صورت دکھاتي ھے' تو وہ یہي پین اسلامک ولولہ ھے' جو مسلمانوں کے دلونمیں جوش زن ھو رھا ھے -

کاش یہ ولولہ پہلے ھي زور دار ھوجاتا' اور اوسوقت جب ھم چند اشخاص اوسکے زندہ کرنے کي کوشش کررھے تھے' وہ لوگ جو اب مسلمانوں کي سرغنائي اپنے ھاتھہ میں رکھتے ھیں' ھمارے مانع اور حارج نہ ھوتے ! مسلمان بلندي سے کیوں گرگئے ؟ اسکا جواب صاف یہي ھے کہ انھوں نے مذھب کو چھوڑا - مذھب ھي نے اونکو ھفت افلاک پر پہونچایا تھا اور مشرق اور مغرب کي حکومت اونکو دیدي تھي' ورنہ وہ عرب کي بالو پر تہذیب اور تمدن سے بیخبر ھي رھتے - اور پھر اسلام کو چھوڑنا ھي اونکي ذلت کا باعث ھوا اور اگر خدا نخواستہ ترک طرابلس کے عربوں کي بہادري نہ دکھا سکے' تو اسکي ذمہ داري بھي اونھي گردنوں پر ھوگي' جو مسلمانوں کو مغربي بنانے کي سعي میں مصروف رھے ھیں - میں سمجھتا ھوں کہ اگر کوئي سب سے زیادہ راحت جسماني دینے والي تہذیب اور ترقي بھي مسلمانوں کو اسلام کي قیمت ادا کر کے ملتي ھو' تو اوسے اونکو نہ لینا چاھیے - اگر تمام عالم کے علم کي آدھي قیمت قرآن ھو تو اوس علم سے بھي دست کش ھوجانا چاھیے - طرابلس کے وہ بادیہ نشین جو اپنے تن کو سادے کپڑے سے ڈھانک لیتے ھیں' جو خیمون میں زندگي بسر کرتے ھیں' جو سوا علم قرآن کے اور کوئي علم نہیں جانتے' اور راحت جسماني کے سامان نہیں رکھتے - اون مسلمانوں سے ھزار درجہ بہتر ھیں جنکو "مغربي تہذیب" - اور مادي علوم نے اس کام کا بھي نہیں رکھا کہ اپني عزت سنبھال سکیں - اپنے ملک کے کام آ سکیں - اپنے مذھب کي لاج رکھہ لیں - کیا یہ ھماري حالت کہ ھم ھرکہ و مہ کے آگے گردن جھکا دیتے ھیں' غلامي کا طوق بلا ذرا سے عذر کے پہن لیتے ھیں' صاف اسبات کي شہادت نہیں دیتے' کہ اسلام کي روح اب ھمارے عنصر میں باقي نہیں ؟

مبارک ھوگا وہ زمانہ' جب پھر مسلمان اسلام کے پابند ھونگے - جب پھر قرآن انکا ماوي ھوگا - جب پھر ھمہ صفت موصوف خدا اونکا معیار کمال اوصاف ھوگا -

لیکن قرآن کي تعلیم ایک حضرت عمر کے وقت مین تھي - اور ایک امیر معاویہ کے وقت میں' اور اب حال کے علماء ھند میں اکثر قرآن کي تعلیم کا غرور رکھتے ھیں - آپ کس تعلیم پر اپني روش اخباري کو قائم کیجئے گا ؟

اب یہ معاملے بہت حال کي قراني تعلیم اور قراني معلمون کي ایک مثال درپیش ھے - جب سید رشید رضا لکھنؤ آے تھے تو خود آپکے سامنے کي بات ھے کہ اکثر قراني معلمون نے اونکے استقبال سے اسلئے انکار کر دیا تھا کہ وہ ایک اڈیٹر اخبار تھے - کتنے قرآني تعلیم سے بہرہ مند کہتے تھے کہ وہ غیر جگہہ کے رھنے والے ھیں' اسلیے اونکو ندوۃ العلماء کے جلسے کا صدر نہ ھونا چاھیے -

اگر قرآن کي ایسے ھي تعلیم ھے' اور ایسے ھي تعلیم پر آپ مسلمانوں کو بلانا چاھتے ھیں تو کم سے کم اس عاجز کا تو آپ کو اور آپ کے اخبار کو دور ھي سے سلام ھے -

آج کل قرآن کي تعلیم پر زور دینے والے زیادہ تر اسي فکر میں رھتے ھین کہ کسي طرح ایک جماعت کثیر مسلمانوں کو اسلام کے دائرے سے خارج کردیں' کسطرح صرف سنیوں کے مسلمان ھونے کو ثابت کریں - یا کسطرح شیعوں کي فضیلت دکھا دیں -

اگر آپ مجھے معاف کریں تو میں اتنا عرض کرونگا کہ میں ھندوستان کے قرآن کي تعلیم دینے والوں اور سیاسي تعلیم دینے والے مسلمانوں' دونوں کو ایک ھي درجہ پر سمجھتا ھوں - اصلي اسلام سے' محمد اور عمر کے اسلام سے دونوںکا اسلام دور -

میں " الهلال " کو دیکھتا ھوں' تو اوسمیں ان دونوں سے تو بلندي پاتا ھوں' مگر ابھي اوس حالت کو اوسمیں بھي نہیں پاتا' جس سے یہ امید ھو کہ یہ اصلي قراني تعلیم پر کمر بستہ ھے -

ذاتي مناقشہ میں صفحہ کے صفحہ سیاہ نظر آتے ھیں - مذھبي بحثیں ھیں تو اسي کے سلسلے جاري ھیں - مسلمانوں کو " دست الهي " میں اپنا ھاتھہ دینے کي ھدایت سلسلہ وار مضامین کي گئي ھے - قرآن کي طرف بھي وہ بلاے گئے ھیں' مگر نہ " دست الهي " کي توضیح ھے' نہ قرآن کي ایسي تعلیم کا اشارہ کیا گیا ھے جو اسوقت بھي مسلمانوں کو غار پستي سے نکالکر بلندي پر پہونچا سکتي ھے -

اصول جمہوریت' اصول مساوات' اصول قومیت' سبق جرات' اخلاقي و نیز جسماني قوت وغیرہ نظر انداز کردینے کي چیزیں نہیں ھیں - تعلیم قراني صرف نماز روزہ کي تاکید' زنا سے پرھیز وغیرہ پر محدود نہیں ھے' بلکہ قرآن نے زندگي انساني کے مراد اور اصول پر نظر ڈالي ھے' اور میں سمجھتا ھوں کہ اس اصول کو زیر نگاہ رکھکر فروعات میں تبدل و ترقي کي خاص ھدایت قرآن نے' نبي کریم صلعم نے' اور دنیا کے برترین مدبر عمر فاروق رضي اللہ نے کي ھے - مسلمان کو اپني روحانیت کي ترقي کي فکر سے کبھي غافل نہ ھونا چاھئے' لیکن اب اس معرکہ عالم میں جب مادیت اون اجسام کو زیر و زبر کر رھي ھے' جسمیں روح چھپتي ھے' مادي ترقي سے غافل ھونا روح کے ساتھہ بھي دشمني کرنا ھے -

مسلمانوں کي اسوقت عجیب پیچیدہ حالت ھو رھي ھے - قرآن کو اونھوں نے چھوڑا بھي ھے' اور پکڑا بھي ھے' لیکن دونوں حالتوں میں اصلي منشاء اسلام سے برخلاف ھوگئے ھیں - جنھوں نے قرآن چھوڑا ھے' اونھوں نے تو خیر اوسے چھوڑ ھي دیا ھے - جنھوں نے پکڑا ھے' اونھوں نے صرف روحاني اوصاف و زندگي کے لیے اوسے پکڑا ھے' بعض ایسے بھي ھیں جنھوں نے اُصول اور فروع کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھا' میں نہیں جانتا کہ آپ کا کیا ارادہ ھے - آپ اصول اور فروع کا امتیاز اور فرق قائم رکھینگے یا نہیں ؟

[ باقي آیندہ ]

مشیر حسین قدوائي ( بیرسٹرایٹ لا )

لکھنؤ

# تقـــريـــر

## موجوده اسلامي مسئله پر

— * —

جو ۲۷ اکتوبر کو ایدیٹر الهلال نے کلکته کي
ایک عام مجلس میں کي ( ۱ )

( ۱ )

اللهم مالك الملك توتي الملك من تشاء ' و تنزع الملك من تشاء و تعز من تشـاء و تذل من تشـاء ' بيدك الخير ' انـك عـلى كل شي قدير -

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم : يا ايها الناس ! انتم الفقراء الى الله و الله هو الغنى الحميد ' ان يشاء يذهبـكم و يات بخلـق جديد ' و ماذالـك على الله بعزيز (۳۵ : ۱۷) فاطر ۱۷

—*—

بـرادران اسـلام !

عرصے کي خاموشي کے بعد پهر میں آپکے سامنے حاضر هوا هوں :

تحقيق حال ما ز نگه میتوان نمود
لختے ز حال خويش بسيما نوشته‌ايم

آپ میں سے اکثر حضرات کو معلوم هے که بعض اسباب خاص سے اس عاجز نے عام مجالس کي شرکت قطعاً بند کردي تهي ' اور گذشته ( خدرپور ) کي مجلس میں التجا کي تهي که اینده اس خدمت سے معاف رکها جاؤں - ارکان انجمن نے جب اسکي نسبت ایک خط لکها ' تو پہلے جي میں آیا که معذرت کے ساتهه انکار کردوں ' لیکن اسکے بعد سونچا که وقت تو وه آگیا هے ' جب گونگے بولنے لگیں ' اندهے دیکهنے لـگیں ' لنگڑے چلنے لگیں ' اور بهرے سننے لگیں ' کیونکه اسلام اپنے هر پیرو سے اسکے آخري فرض کا طالب ' اور اس شے کا خواستگار هے جسکے بعد اسکے ذمے اور کچهه باقي نهیں رهے گا ' اور وه توحيد الهي کے حق سے سبکدوش هوجاے گا - پس جو زبان نهیں بول سکتي ' اسکو بهي بولنے کي سعی کرنی چاهیے ' اور جو قدم نهیں اٹهه سکتا ' اسکو بهي چلنے کیلیے اٹهنا چاهیے -

### توحيد اخوت اسلامي و عموم رشته ديني

قران حکیم نے توحيد الهي کے داعي کریم علیه الصلوة و التسلیم کو " سراج منیر " سے ملقب کیا اور انکے خصائص کریمه کي طرف اشـاره کرتے هوے فرمایا که :

| | |
|---|---|
| انـا ارسلنـاک شاهـداً | اے پیغمبر ! بیشـک هم نے تم کو |
| و مبشـــرا و نـذيـرا ' و | شهادت دینے والا ' بشارت پهنچانے والا ' |
| داعيــاً الـي اللـــه | ضلالت و خبائث سے خوف دلانے والا ' |
| بـــاذنــه و سـراجـــا | راه الهي کے طرف داعي ' اور ایک |
| منيـــرا ( ۲۳ : ۴٦ ) | نوراني مشعل بنا کر بهیجا هے - |

لیکن ایک دوسرے موقعه پر افتاب کو بهي " سراج " کے لقب سے یاد کیا هے :

| | |
|---|---|
| وجعل القمـــر فيهن | اور آسمان میں خدا نے چاند کو بهي بنایا ' |
| نوراً وجعل الشمـس | جو ایک نور هے ' اور سورج کو بهي بنایا |
| ســراجـــاً ( ۷۱ : ۱٥ ) | که وه ایک روشن مشعل هے ' |

اس مماثلت اور اشتراکِ تشبیه سے مقصود یه تها که اسلام کي دعوت بهي اس آفتاب مادي کي طرح ایـک آفتاب روحاني هے - آفتاب جب نـکلتا هے ' تو اسکي روشني اور حرارت میں کوئي تمیز نزدیک و دور ' اعلی و ادنا ' سیـاه و سفید ' باغ و دشت کي نهیں هوتي - اسکي روشني بلا تمیز مکان و مقام هر شے پر چمکتي ' اور هر حرارت پذیر وجود کو گرم کرتي هے - بعینه یهي حال اس آفتاب دعوت الهي اور نیر درخشان سمائے رسالت کي عموم فیضان بخشي کا تها ' جو گو سعیر سے چلا ' مگر فاران کي چوٹیوں پر نمـودار هوا ' جسکي کرنوں میں دهني جانب شـریعت الهي کي " نور و کتاب مبین " تهي ' مگر بائیں جانب قیام عدل و میزان کي شمشیر آبدا چمک رهي تهي - جسکا طلوع کائنات میں ظلمت کي شکســت ' اور روشني کي دائمي فیروز مندي تها ' کیونـکه آسمان هدایت پر شریعت الهي کے گو سیکڑوں ستارے نمودار هوے تهے ' لیکن تاریکي کي آخري شکست کیلیے دنیا کو آفتاب هي کے طلوع کا انتظـار هوتا هے :

| | |
|---|---|
| و الليل اذا يغشى | رات کي قسم ' جبکه اسکي تاریکي کائنات کي تمام |
| و النهار اذا تجلى | اشیا کو چهپا دیتي هے ' اور روز روشن کي قسم ' |
| و ما خـلق الـذكر | جبکه آفتاب کي تجلي تمام کائنات کو روشن کردیتي |
| و الا نـــثـــى | هے ' اور دراصل اُس خالق کي قسم ' جسنے تخلیق |
| ( ۹۲ : ۱ ) | عالم کیلئے نر اور ماده کا وسیله پیدا کیا - |

اس آفتاب توحيد نے طلوع هوتے هي تفریق و انشقاق کي تمام تاریکیوں کو مٹا دیا - اسکي روشني کي فیضان بخشي میں اسـود و ابیض اور عرب و عجم کي کوئي تمیز نه تهي ' خدا کي ربوبیت کي طرح اسکي رحمت بهي عام تهي ' وه " رب العالمین " تها ' پس ضرور تها که اسکي راه کي طرف دعوت دینے والا بهی " رحمـة للعالمين " هو :

| | |
|---|---|
| و ما ار سلنـاک الا | اے پیغمبر ! هم نے اپکو نهیں بهیجا ' |
| رحمةً للعالمين (۱۸:۹۷) | مگر تمام عالموں کیلیے رحمة قرار دیکر - |

انسان کي یه سب سے بڑي ضلالت اور خدا فراموشي تهي ' که اس نے رشـتهٔ خلقت کي وحدت کو بهلا کر ' زمین کے ٹکڑوں اور خاندان کي تفریقوں پر انساني رشتے قائم کر لیے تهے ' خـدا کي زمین کو جو محبت اور باهمي اتحاد کیلیے تهي ' قوموں کے باهمي اختـلافات و نزاعات کا گهر بنا دیا تها ' لیکن اسـلام دنیا میں پهلي آواز هے ' جس نے انسان کي بنائي هوئي تفریقات پر نهیں ' بلـکه الهي تعبّد کي وحدت پر ایک عالمگیر اخوت و اتحاد کي دعوت دي اور کها که :

| | |
|---|---|
| يا ايـهـا الـنـا س انا | اے لوگو ! هم نے دنیا میں تمهاري خلقت |
| خـلقـنـا كـم من ذكـر | کا وسیله مرد اور عورت کا اتحاد رکها ' اور |
| و انـثى و جـعلـنـا كم | نسلوں اور قبیلوں میں تقسیم کردیا اسلیے |
| شـعوباً و قـبـا ئـل | که باهم پهچانے جاو ' ورنه در اصل یه |
| لتعارفوا ان اكـــر مـكـم | تفریق و انشعاب کوئي ذریعهٔ امتیاز نهیں ' |
| عنـد الـله اتـــقـــا | اور امتیاز اور شرف اسي کیلئے هے جو الله |
| كـــم ( ) | کے نزدیک سب سے زیاده متقي هے - |

پس در حقیقت اسلام کے نزدیک وطن و مقام ' اور رنگ و زبان کي تفریق کوئي چیز نهیں - رنگ اور زبان کي تفریق کو وه ایک الهي نشان ضرور تسلیم کرتا هے " و من آياته اختلاف السنتكم و الوانكم " لیکن اسکو وه کسي انساني تفریق و تقسیم کي حد نهیں قرار دیتا - انسان کے تمام دنیوي رشتے خود انسان کے بنائے هوے هیں - اصلي

( ۱ ) ایڈیٹر الهـلال تحریري تقریر کا بالکل عادي نهیں هے ' حتی که تقریر سے پہلے سلسله بیان کیلیے نوٹ لکهه لینے کا بهي کبهي اتفاق نهیں هوا - یه تقریر بهي ارتجالاً اور محض زباني تهي - اب ایک تحریر کي صورت میں اسلیے قلم بند کردي جاتي هے که اس موضوع پر بهر حال ایک مستقل مضمون لکهنا هي تها - یه پهلا موقعه هے که تقریر کے بعد قلم بند کرنے کي کوشش کي گئي ' اکثر مطالب اسدین رهي هیں ' جو اس وقت زبان پر گذرے ' البته بعض مقامات پر مزید تفصیل و تشریح ' اور مختلف مطالب میں تقسیم کردي هے -

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRINTING WORKS, 7-1, M Leod Street, CALCUTT

رشته صرف ایک هے' اور وه وهي هے جو انسان کو اسکے خالق اور پروردگار سے متصل کرتا هے - وه ایک هے' پس اسکے ماننے والوں کو بهي ایک هي هونا چاهیے' اگرچه سمندروںکے طوفانوں' پهاڑوں کي مرتفع چوٹیوں' زمین کے دور دراز گوشوں' اور جنس و نسل کي تفریقوں نے انکو باهم ایک دوسرے سے جدا کردیا هو :

| | |
|---|---|
| ان هذه امتکم امة واحدة ' وانا ربکم فاتقون | بیشک ، تمهاري جماعت ایک هي امت هے' اور هم ایک هي تمهارے پروردگار هیں - |

( ۲۳ : ۵۵ ) ونبیا ۹۲

اے برادران ملت ! یهي اسلام کي وه عالمگیر اخوت اور دعوت اسلام کي وحدت تهي ' جس نے زمین کے دور دراز گوشوں کو ایک کردیا تها - اسلام نے ریگستان حجاز میں ظهور کیا ' مگر صحراے افریقه میں اسکي پکار بلند هوئي - اسکي دعوت کي صدا جبل بوقبیس کي گهاٹیوں سے اُٹهي' مگر دیوار چین نے صداے اشهدان لا اله الا الله کي بازگشت گونجي - تاریخ کي نظریں جس وقت دجلهٔ و فرات کے کنارے پیروان اسلام کے نقش قدم گن رهي تهي' عین اسي وقت گنگا اور جمنا کے کنارے سیکڑوں هاتهه تهے ' جو خداے واحد کے آگے سر بسجود هونے کیلیے وضو کر رهے تهے - یه تمام دنیا کي مختلف قومیں ' زمین کے دور دراز گوشوں پر بسنے والي ابادیاں ' گویا ایک هي گهر کے عزیز تهے ' جنکو شیطان رجیم کي تفرقه اندازیوں نے ایک دوسرے سے الگ کردیا تها ' لیکن خداے رحیم نے ان صدیوں کے بچهڑے هوے دلوں کو ایک دائمي صلح کے ذریعے پهر ایک جگهه جمع کردیا ' اور انکے روٹهے هوے دلوں کو اس طرح ایک دوسرے سے منا دیا ' که تمام پچهلے شکوے اور شکایتیں بهول کر ایک دوسرے کے بهائي اور شریک رنج و راحت هوگئے :

| | |
|---|---|
| واذکروا نعمة الله علیکم' اذ کنتم اعداء' فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمه اخوانا ( ۳ : ۹۸ ) | الله کي اس نعمت کو یاد کرو' جو تم پر نازل کي گئي ' جبکه تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تهے' مگر اسلام نے تمهارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کردي ' اور دشمن کي جگهه ایک دوسرے کے بهائي بهائي هوگئے |

یه برادري خدا کي قائم کي هوي برادري هے ' هر انسان جس نے کلمه لا اله الا الله کا اقرار کیا ' بمجرد اقرار کے اس برادري میں شامل هوگیا ' خواه مصري هو' خواه نائیجریا کا وحشي هو' خواه قسطنطنیه کا تعلیم یافته ترک ' لیکن اگر وه مسلم هے تو اس ایک خاندان توحید کا عضو هے ' جسکا گهرانا کسي خاص وطن اور مقام سے تعلق نهیں رکهتا ' بلکه تمام دنیا اسکا وطن' اور تمام قومیں اسکي عزیز هیں دنیا کے تمام رشتے ٹوٹ سکتے هیں ' مگر یه رشته کبهي نهیں ٹوٹ سکتا - ممکن هے که ایک باپ اپنے لڑکے سے روٹهه جاے ' بعید نهیں که ایک ماں اپني گود سے بچے کو الگ کردے ' هو سکتا هے که ایک بهائي دوسرے بهائي کا دشمن هو جاے ' اور یه بهي ممکن هے که دنیاکے تمام عهد مودت ' خون اور نسل کے باندهے هوے پیمان وفا و محبت ٹوٹ جائیں ' مگر جو رشته ایک چین کے مسلمان کو افریقه کے مسلمان سے ' ایک عرب کے بدو کو تاتار کے چرواهے سے' اور ایک هندوستان کے نو مسلم کو مکه معظمه کے صحیح النسب قریشي سے پیوست و یک جان کرتا هے ' دنیا میں کوئي طاقت نهیں هے ' جو اسے توڑ سکے ' اور اس زنجیر کو کاٹ سکے جسمیں خدا کے هاتهوں نے انسانوں کے دلوں کو همیشه کے لیے جکڑ دیا هے -

پس اے عزیزان ملت ! اور اے بقیهٔ ماتم زدگان قافلهٔ اسلام ! ! اگر یه سچ هے که دنیا کے کسي گوشے میں پیروان اسلام کے سروں پر تلوار چمک رهي هے' تو تعجب هے اگر اسکا زخم هم اپنے دلوں میں نه دیکهیں - اگر اس آسمان کے نیچے کهیں بهي ایک مسلم پیروے توحید کي لاش تڑپ رهي هے' تو لعنت هے اُن سات کروڑ زندگیوں پر ' جنکے دلوں میں اسکي تڑپ نه هو - اگر مراکش میں ایک حامي وطن کے حلق بریده سے خون کا فواره چهوٹ رها هے ' تو همکو کیا هوگیا هے که همارے منهه سے دل و جگر کے ٹکڑے نهیں گرتے ؟ ایران میں اگر وه گردنیں پهانسي کي رسیوں میں لٹک رهي هیں' جنسے آخري ساعت نزع میں اشهد ان لااله الا الله کي آواز نکل رهي تهي' تو هم پر الله اور اسکے ملائکه کي پهٹکار هو ' اگر اپني گردنوں پر اسکے نشان محسوس نه کریں - اگر آج بلقان کے میدانوں میں حافظین کلمهٔ توحید کے سر اور سینے صلیب پرستوں کی گولیوں سے چهن رهے هیں' تو هم الله' اسکے ملائکه ' اور اسکے رسول کے آگے ملعون هوں ' اگر اپنے پهلوؤں کے اندر ایک لمحه کیلیے بهي راحت اور سکون محسوس کریں - میں کیا کهه رها هوں ؟ حالانکه اگر اسلام کي روح کا ایک ذره بهي اسکے پیروؤں میں باقي هے ' تو مجهکو کهنا چاهیے که اگر میدان جنگ میں کسي ترک کے تلوے میں ایک کانٹا چبهه جاے' تو قسم هے خداے اسلام کي' که کوئي هندوستان کا مسلمان مسلمان نهیں هو سکتا ' جب تک وه اسکي چبهن کو تلوے کي جگه اپنے دل میں محسوس نه کرے ' کیونکه ملت اسلام ایک جسم واحد هے' اور مسلمان خواه کهیں هوں اسکے اعضا و جوارح هیں - اگر هاتهه کي انگلي میں کانٹا چبهے ' تو جب تک باقي اعضا کٹ کر الگ نهوگئے هوں ' ممکن نهیں که اسکے صدمے سے بے خبر رهیں - اور یه جو کچهه کهه رها هوں ' محض اظهار مطلب کا زور بیان هي نهین هے' بلکه عین ترجمه هے اس حدیث مشهور کا ' جسکو امام احمد و مسلم نے نعمان بن بشیرؓ سے روایت کیا هے که جناب رسول کریم علیه الصلوۃ و التسلیم نے فرمایا :

| | |
|---|---|
| مثل المومنین في توادهم و تراحمهم و تعاطفهم ' مثل الجسد' اذا اشتکی له عضو' تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمي | مسلمانوں کي مثال باهمي مودت و رحمت اور محبت و همدردي میں ایسي هے ' جیسے ایک جسم واحد کي اگر اسکے ایک عضو میں کوئي شکایت پیدا هوتي هے' تو سارا جسم اس تکلیف میں شریک هو جاتا هے - |

اور اسي کے هم معني صحیحین کي وه حدیث هے ' جسکو ابو موسی اشعري نے روایت کیا هے که :

| | |
|---|---|
| المومن للمومن کالبنیان ' یشد بعضه بعضا - | ایک مومن دوسرے مومن کیلیے ایسا هے' جیسے کسي دیوار کي اینٹیں ' که ایک اینٹ دوسري اینٹ کو سهارا دیتي هے - |

اور فی الحقیقت یه خصائص مسلم میں سے ایک اولین اور اشرف ترین خصوصیت هے ' جسکي طرف قران کریم نے اپنے جامع و مانع الفاظ میں اشاره کیا هے که :

| | |
|---|---|
| اشداء علی الکفار ' رحماء بینهم (۴۹ : ۲۹) | کافروں کیلیے نهایت سخت ' مگر آپسمیں نهایت رحیم اور همدرد - |

ان میں جسقدر سختي هے ' باطل اور کفر کیلیے - اور انکي جسقدر محبت و الفت هے ' حق و صدق ' اور اسلام و توحید کے لیے فاعتبروا یا ایها المسلمون و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و هم لایسمعون -

## جامعهٔ اسلامیه یا پان اسلام ازم

جب سے اسلام دنیا میں موجود هے ' یه اخوت و وحدت دیني موجود هے ' مگر یورپ کا جدید دسیسهٔ شیطاني اسکو کسي مجهول العقل اور حدیث العهد " اسلامي اتحاد سیاسي " سے تعبیر کرتا هے اور اس اضغاث احلام کي تعبیر اسکو ایک خون افشاں هلال کي صورت میں نظر آتي هے - وه کسي ایسے وقت کے تصور سے اپنے تعّبں اور

و ترساں ظاہر کرتا ہے ' جبکہ تمام عالم میں چالیس کرور مسلمانوں کی تلواریں یکا یک چمک اٹھیں گی ' عیسائیوں سے انکے گذشتہ چار سو سال کی مسیحی خون ریزی کا حساب لیا جاے گا اور خذوہ ' فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ' کے نعروں کے ساتھہ تمام دنیا کے درختوں پر صلیب پرستوں کی معلق اور مصلوب لاشیں انکے خداے مصلوب کی لاش طرح لٹکنے لگیں گی ! !

مگر یہ یورپ کے چہرۂ خونین کا عکس ہے' جو اسکو عالم اسلامی کے آئینے میں نظر آتا ہے - ! !

میں نے جب کبھی اس قسم کی تحریریں پڑھی ہیں ' تو لکھنے والوں کے تعصب پر اسقدر متعجب نہیں ہوا ہوں جس قدر اسکا جواب دینے والے مسلمانوں کی جہالت بلکہ اسلام فراموشی پر - جب کبھی یورپ کے شیاطین سیاست نے " پان اسلام ازم " کی صدا بلند کی ہے ' تو معاً مسلمانوں نے ڈر ڈر کر اور کسی خونی مجرم کی طرح سہم سہم کر اپنی بریت کے بے اثر دلائل کی وظیفہ خوانی شروع کردی ہے ' اور پھر اکثر اوقات غیروں کو خوش کرنے کیلیے اسمیں اس درجہ غلو کیا ہے ' کہ خود اپنے تئیں بھول گئے ہیں -

### " مسئلۂ مشرقی " اور " پان اسلام ازم "

لیکن حضرات ! یقین کیجیے کہ " پان اسلام ازم " کا فرضی خطرہ جس غرض مخفی سے دنیا کے سامنے لایا جاتا ہے ' بہت کم مسلمان ہیں ' جنکی نظر اسکی حقیقی علت پر ہوگی - اس خطرے کے اعلان پر بریت اور احتیاط کی کوشش بالکل بے فائدہ ہے ' کیونکہ اسکی بنیاد جہل نہیں ' بلکہ ایک نہایت سخت ابلیسانہ حکمت عملی ہے - قبل اسکے کہ مسلمان " پان اسلام ازم " کے جرم سے کانوں پر ہاتھہ دھریں ' انکو خود یورپ سے پوچھنا چاہیے کہ " مسئلہ مشرقی " کی حقیقت کیا ہے ؟ فماکان جوابہم ' فہو جوابنا -

کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ آج نصف صدی سے یورپ کی تمام مسیحی طاقتوں نے ایک خاص متفقہ حکمت عملی وضع کی ہے' اور اسکا نام " مشرقی مسئلہ " یا " مشرق کا فیصلہ اخری " رکھا ہے - مشرقی مسئلہ کی حقیقی غایت اس کے سوا کچھہ نہیں ہے کہ اسلام کے بقیہ قواے سیاسیہ کا بتدریج خاتمہ کردیا جاے ' اور بالفاظ صاف تر یہ ' کہ دنیا کے جسقدر حصے اسلام کے زیر اثر باقی رہگئے ہیں ' انکو بھی یورپ کی مسیحی حکومتیں کسی ایسی تقسیم مساوی کے ساتھہ - جو توازن دولی پر موثر نہو - اپسمیں بانٹ لیں - یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اظہر من الشمس فی نصف النہار ہے ' اور جس شخص نے کم از کم گذشتہ دس برسوں کے اندر کے واقعات سے آنکھیں بند نہیں کرلی ہیں ' وہ بغیر کسی بصیرت مزید کے اسے دیکھہ سکتا ہے - پھر اگر یہ سچ ہے کہ ایک خنجر اسلام کے قلب میں پیوست کردینے کیلیے تیز کیا جارہا ہے ' تو کیا مضائقہ اگر ہم کسی ڈھال کی طیاری میں مصروف ہوں ؟ اگر خدا پرستی سے مسیح پرستی کی دشمنی قدیمی ہے ' اور یہ کوئی نئی مسیحی سازش نہیں ' تو پیروان توحید کا حملۂ مشرکین سے بچنے کیلیے اتحاد اخوت بھی کوئی نیا حربہ نہیں ہے - یورپ جانتا ہے کہ مسئلہ مشرقی کے حملے کیلیے کوئی بچاؤ اگر اسلام کے پاس ہے' تو صرف اسکا حقیقی اتحاد اسلامی ہے' اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا اسپر متفق ہوجانا ہے کہ اپنی قدیمی سیادت اور شرف کو محفوظ رکھیں - اسلامی زندگی کی اخری انسانی تلوار صرف ترکوں کے ہاتھہ میں ہے ' لیکن ایک ترکی حکومت جسکے کئی قیمتی اجزا پر مسئلہ مشرقی کی قینچی چل چکی ہے ' مسیحی اتحاد کا کیا مقابلہ کرسکتی ہے ؟ البتہ اگر چالیس کرور قلوب اسلامیہ ہلال کے نیچے جمع ہوجائیں ' تو پھر وہ ایک ایسی قوت ہے ' جسکو سینکڑوں سکندر اور ہنے بال بھی ملکر فنا نہیں کرسکتے - یورپ چونکہ یہ جانتا ہے' اور ساتھہ ہی یہ بھی جانتا ہے کہ غفلت اور اغراض پرستی نے مقامی و وطنی سرشاریوں میں مسلمانوں کو مبتلا کردیا ہے ' اور انکے باہمی بین الملی اتحاد کے جسم میں مغربی الحاد کے جراثیم پیدا ہوچکے ہیں ' اسلیے گو فی الحقیقت کسی ایسے " اسلامی اتحاد " کا وجود نہیں ہے ' لیکن وہ وقت سے پہلے پیدا ہونے والی مقاومت کا استیصال کرنا چاہتا ہے - اور اس مشہور قاعدے کی روسے کہ " اتقاء وقوع المرض خیر من معالجتہ بعد وقوعہ (۱) " اسلام کے فنا کرنے سے پہلے اسکے بچاؤ کی ڈھال کو فنا کردینے کی تدبیروں میں مصروف ہے -

پھر کیا ہوگیا ہے ان ملاحدۂ مسلمین اور متفرنجین مارقین کو جو " پان اسلام ازم " کا نام سنتے ہی " صبانا ! صبانا ! ! " کا نعرہ لگانا شروع کردیتے ہیں ' اور قسمیں کھا کھا کر کانوں پر ہاتھہ دھرتے ہیں ' کہ ہماری یورپ پرستی ' اور اسلام دشمنی ' کی پر امن وفاداری میں کوئی اسلامی اتحاد خلل انداز نہیں ہو سکتا ؟ کیا وہ اس انکار و تبری سے ٹھیک ٹھیک اُس غرض و غایت کو پورا نہیں کرتے ' جو اس عمل شیطانی سے خود یورپ کے پیش نظر ہے ؟

پروفیسر ( ویمبرے ) جس نے اٹھارہ برس کی عمر سے تیس برس تک ترکوں کا نمک کھایا ہے ' اور اسکے بعد ہمیشہ بہ حیثیت ایک اسلام پرست' اور عثمانی خواہ دوست کے سراے یلدیز کی شاہانہ مہمان نوازیوں سے متمتع ہوتا رہا ہے' کل کی بات ہے کہ ( بوداپسٹ ہیرلڈ ) میں اس تمہید کے اعادے کے بعد' کہ وہ مسلمانوں کا دوست ہے' لکھہ رہا تھا :

" اسلام کی حمایت سے اب کوئی فائدہ نہیں ' وہ عنقریب فنا ہوجاے گا اور اسکو فنا ہی ہوجانا چاہیے - مسلمان ایک ایسی وحشی قوم ہے' جسمیں نہ تو " طبعیۃ " کا وجود ہے' اور نہ " طبیعۃ " کو وہ محسوس کرسکتے ہیں - انکو صرف خدا کی عبادت گذاری آتی ہے' مگر دنیا میں کام کرنا نہیں آتا ' تمام انسانی حس و شعور انسے سلب ہوگئے ہیں ' صرف ایک دینی جذبہ ان میں باقی ہے - نہ انکا کوئی مسلک ہے ' اور نہ کائنات میں مقصد - پس اب یورپ کیلیے یہی باقی رہگیا ہے کہ وہ اسلامی حکومتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپسمیں بانٹ لے "

یہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دوست کی آواز ہے ! لیکن اب دشمنوں کو کہاں ڈھونڈھیں ؟

پروفیسر ( مکسین ہارڈن ) جو اسٹریا کے سب سے بڑے اخبار ( زنگفت ) کا مالک اور چیف ایڈیٹر ہے ' چند سال ہوے ہیں کہ اس نے مسئلہ مشرقی پر لکچر دیا تھا ' اور اسکا خلاصہ ( لنڈن ٹائمس ) نے چھاپا تھا ' مجکو یاد ہے کہ اسکی آواز ان جملوں پرا کر رکی تھی :

" اب اور کب تک اسلام کو آزاد چھوڑ دیا جاے گا کہ وہ اپنی ہزار سالہ وحشت و خونخواری کے واقعات بیسویں صدی میں دھراتا رہے ؟ کب تک یورپ اپنی باہمی رقابت کے ہاتھوں عالم انسانیت کی مظلومی کا تماشا دیکھتا رہے گا ؟ اسلام ایک خطرہ ہے اور اسکا بقا تمام تر خطرہ - میں یقین دلاتا ہوں کہ یورپ اسلام سے جو زمین کا ٹکڑہ لےلیتا ہے ' وہ اسکا قدرتی حق ہے' اور دول یورپ کیلیے مال غنیمت ہے ' جسکی واپسی کا خیال بھی جنون ہے "

یورپ اسلام کے چالیس کرور نفوس انسانی کو تمدن اور تہذیب کے نام سے فنا کردینا بیسیویں صدی کی سب سے بڑی مدنی خدمت سمجھتا ہے' لیکن روس میں آج کئی ملین عیسائی موجود ہیں' جو عثمانیوں سے ہزار درجہ یورپین تمدن سے ابعد ہیں ' سب سے پہلے اس خنجر تہذیب کی دھار کے مستحق انکی گردنیں کیوں نہیں سمجھی جاتیں ؟ اور اگر جس تہذیب کے نام پر یہ صلیبی جنگ جاری کی گئی ہے ' یہ وہی تہذیب ہے ' جسکی تربیت ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ کو رومانی تمثال تمدن نے طرابلس میں دکھلائی تھی !

تو هزار سلامتي هو تجهپر اے وحشت و خونخواري ! اور هزار هزار رحمت وبرکت نازل هو تجهپر اے افریقه اور نائجریا کي بربري و درندگي ! ! اور کبهي تیرے سایۂ برکت سے همارے سر جدا نهوں ! !

وجودك ذنب لا یقاس به ذنب

حضرات ! !

یورپ کے نزدیک " مسئله مشرقي " کا حل بالکل ایک قدرتي انصاف و عدل هے' چالیس کرور نفوس اسلام کو متا دینے کا عملي تهیه کوئي تشویش انگیز بات نهیں - یه اُس پراني مسیحي وصیت کي تبلیغ و تکمیل هے' جسکو سینت لوقا نے شهزادۂ امن ( مسیح ) کي زباني دنیا کو سنایا تها که " میرے وہ دشمن جو نهیں چاهتے که میں اُن پر حکمراني کروں ' انکو یہاں لاؤ ! اور میرے قدموں کے آگے ذبح کردو " (۱) پس اسمیں کوئي انساني ظلم نهیں ' قوموں کے قدرتي قوانین کا احترام اس بارے میں بالکل بے معني هے - اگر کوئي شے قابل توجه هے تو صرف یه هے که یورپ کي رقیب حکومتیں ایک دوسرے پر بازي نه لے جائیں' جسم اسلام کي اسطرح بوٹیاں نوچي جائیں که هر بهیڑیے کے منهه میں مساوي تقسیم کے ساتهه ایک ایک لقمه آجاے - لیکن جامعه اسلامیه ' اسلام کي قدرتي اخوت' اسکا روز اول سے قائم کرده رشتۂ اتحاد' تو یه ایک سخت سے سخت معصیت اور جرم هے' جسکا کوئي ذي روح مخلوق مجرم هوسکتا هے - یه ایک کهلا عدوان وفساد هے' یه وحشیانه تعصب اور بربرانه خونخواري کي سازش هے - یه ایک ایسا گناه هے ' جسکے لیے نفرین اور عذاب کے سوا اور کچهه نهیں هونا چاهیے ' یه ایک ایسي تاریک زندگي هے ' جو صرف اسلیے هے که اُسے متا دیا جاے ! ذلك قولهم بافواههم' یضاهون قول الذین کفروا من قبل' قاتلهم الله انی یوفکون

لیکن اے اقوام یورپ ! اے دزدان قافلۂ انسانیة ! اے امثال درندگي و سعبیت ! اے مجمع وحوش و کلاب ! ! ظلم و عدوان تا بکے ؟ اور خون و خون ریزي تا چند ؟ کبتک خدا کي سرزمین کو اپنے حیواني غرور سے ناپاک رکهوگے ؟ کبتک انصاف ظلم سے' اور روشني تاریکي سے مغلوب رهے گي ؟ تبریز میں تمهارے هاتهوں انسانوں کي گردنیں سولي میں لتک رهي هیں ' طرابلس کي ریت پر ابتک اس جمے هوے خون کے تکرے باقي هیں ' جو تمهاري آنکهوں کے سامنے تمهارے ایک پیشرو نے بهایا ' مراکش میں اُن لاشوں کا شمار کوئي انسان نهیں کر سکتا ' جنمیں سے سیکڑوں کو متي کے بوجهه کي جگهه تمهارے گهوڑوں کے سموں کي پامالیاں اور تمهارے جنگي بوٹوں کي تهوکریں نصیب هوئي هیں -

یه تمهارے تمام خبائث شیطاني دنیا کیلیے تهذیب و تمدن کي رحمت ' اور امن اور صلح کي برکت هیں - لیکن اسکے مقابلے میں آتهه سو اٹالین قیدي ( عزیزیه ) اور ( طبروق ) کے صحرائي قبائل کي قید میں دن میں پانچ مرتبه اس غذا سے بهتر غذا کے سامنے بٹها ئے جاتے هیں ' جو فوج طرابلس کے افسر عام کو نصیب هوتي هے ' اور عین اُس وقت جبکه نخلستان طرابلس میں مسلمانوں کے شیر خوار بچوں اور خانه نشین عورتوں کا قتل عام کیا جاتا هے' دیڑه سو سے زیاده اٹالین قیدیوں کو ( نشاءت بے ) خاص اپنا خیمه دیدیتا هے' کیونکه وه ریگستان کي گرد اور تپش کے عادي هونے کي شکایت کرتے هیں ' لیکن پهر بهي اسلام اور اسلام کے فظ ترک ' وحشت و بربریت کا پیکر هیں ' اور صرف تهذیب و کي تکمیل کیلیے انکو متادینا چاهیے ! !

پس اے برادران ملت ! جس " پین اسلام ازم " کو یورپ پیش کررها هے ' اگرچه اسکے دسائس افریں دماغ سے باهر اسکا کوئي وجود نهیں ' مگر اس سے بریت کي بے فائده کوشش نه کیجیے - جس چیز کو آپ اپني بریت میں پیش کرینگے ' اُس سے وه بے خبر نهیں هے - آپ اپني بریت کے اظهار میں آجکل کے ملاحدۂ مسلمین کي طرح خواه اپني جنس اسلامي کو جنس مغربي سے کیوں نه بدل لیں ' لیکن وه کبهي " پان اسلام ازم " سے اپنے تئیں بے خطرنه دکهلاے گا ' کیونکه وه دانسته آپکي ایک اصلي مدافعانه قوت اتحادي کو اس طرح فنا کردینا چاهتا هے - آپ انکار کریں خواه اقرار ' دونوں حالتوں میں اسکا سلوک یکساں هوگا :

| | |
|---|---|
| مثله ' کمثل الکلب | اسکي مثال کتے کي سي هے که اگر اسکو |
| ان تحمل علیه | دتکار دو' جب بهي زباں باهر لتکاے رهے گا ' |
| یلهث ' او تترکه | اور اگر اسکو چهوڑ دو ' جب بهي زبان |
| یلهث - ( ۷ : ۱۷۵ ) | هلاتا رهے گا - |

کاش مسلمانوں میں پان اسلام ازم هوتا

مسلمان " پان اسلام ازم " کے نام پر استغفار پڑهرهے هیں' لیکن میں کهتا هون که اے کاش آج مسلمانوں میں " پان اسلام ازم " کا وجود هوتا ' وه " پان اسلام ازم " جسکو ترکي یا انگلستان کے مسلمانوں کي کسي خفیه کمیٹي کے پیدا کرنے کي ضروت نهیں هے ' روز اول سے اسکي همکو دعوت دي گئي هے :

| | |
|---|---|
| واعتصموا بحبل الله | ایک دین الهي کي رسي سب |
| جمیعاً ولا تفرقوا | ملکر پکڑلو ' اور آپسمیں |
| ( ۳ : ۹۷ ) | متفرق نهو ! |

اگر " پان اسلام ازم " کا اصلي وجود هوتا ' تو کیا ممکن تها که همارے سامنے ایران پر قیامت گذر جاتي' مراکش کا خاتمه هوجاتا ' طرابلس میں مسلمانوں کي لاشیں تڑپتیں اور همارے قلوب میں کوئي حقیقي حرکت پیدا نهوتي ؟ ' روضه مبارک حضرت امام رضا علیه السلام کي دیواریں ملاعنۂ روسیه کي گوله باري سے گرگئیں ' برقه کي مسجدوں کے میناروں پر اٹلي کے مشرکین و مریم پرست چڑهگئے ' تا که عین اُس مقام پر جهاں خداے واحد کي تقدیس و تسبیح کي صدائیں بلند کي جاتي هیں ' رومن کیتهولک بت پرستي کا علم نصب کریں ' لیکن مجهکو بتلاؤ که کتنے هندوستان میں مسلماں هیں ' جنکے دلوں میں زخم لگے ' اور کتنے هیں ' جنکے جگر میں تیس اُتهي ؟

لمثل هذا یذوب القلب من کمد
ان کان في القلب اسلام و ایمان

سچ یه هے که هم اپنے اصلي " پان اسلام ازم " کو کهو چکے هیں' اور یهي علت حقیقي اسلام کے اصلي ضعف اور انحطاط کي هے' مگر چونکه اسکا بیج اب بهي هم میں موجود هے ' گو برگ و بار نهیں' اسلیے یورپ چاهتا هے که اس طرح کے انتشارات سے سهما اور ڈراکر همکو آئنده کي هوشیاري اور بیداري سے بهي باز رکهے' اور رهي سهي اتحادي قوت کا بهي اسکي نشو و نما سے پہلے خاتمه کردے -

مسئله مسلم یونیورستي اور مسئله بقاے اسلام

اے حضرات ! یاد رکهیے که آج اسلام کیلیے مسلمانونکي کوئي وطني اور مقامي تحریک سود مند نهیں هو سکتي' اور اس کشتي کے تیرنے کیلیے اصلي ( نه که یورپ کے اختراعي ) " پان اسلام ازم " کے سوا اور کوئي بادبان نهیں هے ' ایک قوم جو ریگستان عرب سے دیوار چین تک آباد هے' اسکو زمین کے کسي خاص ٹکڑے کا تغیر کیا فائده پهنچا سکتا هے ؟

جسقدر مقامي کوششیں آج عمل میں آرهي هیں' خواه وه مصر

(۱) انجیل لوقا فصل ( ۲۹ )

میں ہوں، یا ترکي میں - الجزائر میں ہوں یا اس تیرہ زار ہند میں - میرے عقیدے میں یہ سب کچھہ کاہن شیطان کا ایک عمل السحر ہے' جو اسلیے سلاتا ہے' کہ سونے والوں کا اُٹھنا اُسے پسند نہیں - میں نے کہا کہ ہم میں سچا " پان اسلام ازم " یا بالفاظ اصلي رشتہ اخوت دیني باقي نہیں رہا ' لیکن کیونکر باقي رہے ' جبکہ ہندوستان میں اپنے عظیم الشان اشغال ہمارے لیے موجود ہیں' جو نفس اسلام کے بقا سے بھي زیادہ اہم ہیں - انکو چھوڑ کر ہم غریب ترکوں یا ایرانیوں کي کیونکر خبر لیں ؟ سب سے مقدم امر یہ ہے کہ ہمیں (علي گڈہ ) میں ایک یونیورسٹي بناني ہے ' اسکے لیے تیس لاکھہ روپیہ جمع کرنا ہے - یہ مانا کہ دنیا کي کوئي سرزمین ہے' جہاں خود اسلام کے بقا و فنا کا سوال درپیش ہے مگر اسکو کیا کیجئے کہ " مسلم یونیورسٹي " ہمارے قومي مقاصد کا اعلی نصب العین' کعبۂ علي گڈہ کے شب زندہ داران عبادت کي چہل سالہ تہجد گذاري کي مراد و آرزو' اور ہمارے رہنماے اول کي دي ہوي شریعت تعلیم کا یوم تکمیل ہے - جس دن یونیورسٹي بن جاےگي' اس دن الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتي' ورضیت لکم الاسلام دینا کي وحي اسٹریچي ہال کي چھت پر نازل ہوگي - ترکوں کي ہمدردي' اور ایرانیوں کي مصیبت پر اداے فریضۂ تشکر کے بعد ایک رزولیوشن پاس کردیا جاے گا' مگر اس افسوس پر ملامت نہ کیجئے کہ کمبخت طرابلس کے جھگڑے سے یونیورسٹي کے چندے میں فرق پڑگیا ! ! اولئک الذین اشتروا الضلالة بالهدی' فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین' (۱)

اے عزیزان ملت ! قوموں اور ملکوں کي زندگي کا نہیں بلکہ اسلام کي زندگي کا سوال ہے - فرض کیجیے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اپني ترقي کے تمام منصوبے پورے کرلیے' اور انکا ہر فرد تعلیم اور دولت کا ایک مرکب طلائي بت بن گیا' لیکن اگر سرے سے خود اسلام کي سیاسي طاقت ہي پر چھري چل گئي' تو پھر علي گڈہ میں یونیورسٹي ہي نہیں' بلکہ چاندي اور سونے کي بہشت شداد بھي بن جاے' مگر اسکے حور و غلمان کسکا ترانہ گائیں گے ؟

**السیف اصدق انباء من الکذب**

اے اخوان عزیز ! یاد رکھیے کہ دنیا میں امن' صلح' اور ترک قتل و غارت کا تصور کتنا ہے خوشنما ہو' مگر دنیا کي بد قسمتي سے ابتک اصلي قوت تلوار کي قوت' اور زندگي کا سر چشمۂ آب حیات خون کي ندیوں اور فواروں ہي میں ہے - دنیا پر ابتک کوئي زمانہ ایسا نہیں گذرا ہے کہ تلوار کي صداقت ضعیف ہوئي ہو' اور امید نہیں کہ آئندہ بھي کبھي ایسا زمانہ نصیب ہو - غریب اخلاق نے ہمیشہ اپنے تنگنائے بیکسي میں چھپ کر کسي ایسي دنیا کي منتیں مانگي ہیں' جبکہ تمام کائنات انسانوں کي جگہ ملائکہ معصومین کي بہشت زار بن جاے گي' اور قتل و خوں ریزي کو لوگ اسي طرح بھول جائیں گے' جس طرح موجودہ عالم نے امن اور صلح کو فراموش کردیا ہے - اس آرزو کے حسن و جمال پر کون دل ہے جو فریفتہ نہیں ہوگا' لیکن کیا کیجیے کہ دنیا امید و آرزو کي نہیں بلکہ حقائق و نتائج کي جگہ ہے' اور انسان جب تک فرشتہ نہیں بلکہ انسان ہے' اس وقت تک ایسي امیدوں کا اخلاق کے صفحوں سے باہر پتہ لگنا ممکن نہیں - آج اگر پوچھا جاے کہ قوموں کي زندگي اور زندگي کے مظاہر کہاں تلاش کیے جائیں ؟ تو اسکا جواب علم و فن کي بڑي بڑي درسگاہوں اور علوم الاولین و الآخرین کے کتب خانوں سے نہیں ملے گا' بلکہ آن آہن پوش جہازوں کے مہیب طول و عرض سے' جنکي قطاریں ساحل کے طول میں پھیلي ہوئیں اور جنکے روزنوں سے انسان پاش توپوں کے دہانے نکلے ہوے ہیں -

پس حضرات ! وہ ہاتھہ نہایت مقدس ہے' جس میں صلح کا سفید جھنڈا لہرا رہا ہو' مگر زندہ وہي رہسکتا ہے جسمیں خونچکاں تلوار کا قبضہ ہو - یہي اقوام کي زندگي کا منبع' قیام عدل و میزان کا وسیلہ' انساني سبعیت و درندگي کا بچاؤ' اور مظلوم کے ہاتھہ میں اسکي حفاظت کي ایک ہي ڈھال ہے :-

ولقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معهم الکتاب و المیزان لیقوم الناس بالقسط ' و انزلنا الحدید فیه باس شدید و منافع للناس (۲۵ : ۵۷)

اور ہم نے اپنے رسولوں کو کھلي کھلي نشانیونکے ساتھہ بھیجا' اور انکسو کتاب اور میزان دي' تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں' اور نیز لوھا پیدا کیا (جو ہتیاروں کي شکل میں) سخت خطرناک بھي ہے اور نفع رساں بھي -

**اسلام کي پولیٹکل طاقت کا مرکز وحید**

مسلمان یاد رکھیں کہ آج صرف ایک ہي تلوار ہے' جو دین الہي کي حمایت میں بلند ہوسکتي ہے' اور وہ صرف آل عثمان کي مقدس شمشیر خلافت ہے - یہ اسلام کے گذشتہ قافلۂ جہانباني کا آخري نقش قدم' اور ہمارے افتاب اقبال کي آخري شعاع امید ہے - یہي سبب ہے کہ ہمارا ترکوں سے رشتہ محض اخوت دیني ہي کا نہیں ہے' بلکہ اس سے بھي مقدم تر رشتہ " خلافت اسلامیہ " کے دیني احترام کا ہے' کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ کوئي قوم بغیر کسي سیاسي مرکز کے زندہ نہیں رہسکتي' اور اسلام کا کوئي مرکز سیاسي اگر ہے تو صرف خلافت آل عثمان ہے - ہر مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسي حصے میں ہو' اگر اسکا فرض دیني ہے کہ اسلام کے بقا کا خواستگار ہو' تو یہ بھي فرض دیني ہے کہ خلافت آل عثمان سے تعلق کو ایک خالص دیني رشتے کي طرح اپنے دل میں محفوظ رکھے اور دنیا کي جو حکومت اسکي دشمن ہو' اُسکو اسلام کا دشمن' اور جو اسکي دوست ہو' اسکو اسلام کا دوست یقین کرے - کیونکہ مسلمانوں کي دوستي اور دشمني' انساني اغراض کیلیے نہیں بلکہ صرف دین الہي کیلیے ہے -

مسلمانان ہند کي نسبت بار بار سیاسي حلقوں میں یہ سوال اُٹھایا گیا ہے کہ وہ دنیا کے کسي اسلامي حصے کے واقعات سے اسدرجہ متاثر نہیں ہوتے' جسقدر ترکي کے حوادث و حالات سے - اگر محض رشتۂ اخوت اور اشتراک مذہب ہي اس اثرپذیري کي علت ہے' تو اسمیں ترکوں کي خصوصیت کیا ہے ؟ بہت سے لوگ ہیں جو اس واقعي ضروري سوال کے جواب میں یا تو نفاق سے کام لینا چاہتے ہیں یا کفر سے' مگر میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کیلیے بہتر راہ اسلام کي ہے - مسلمانوں کو بغیر ادنی تامل کے صاف صاف اس سچے سوال کا سچا جواب دیدینا چاہیے - تمام دنیا کے مسلمانوں سے ہمارا صرف ایک ہي رشتہ ہے' دیني اخوت اور " پان اسلام ازم " کا' مگر ترکوں سے ہمارے دو رشتے ہیں' پہلا اخوت دیني کا کہ وہ بھي مسلمان ہیں' اسلیے خدا نے ہم کو ہمیشہ کے لیے انکے رنج و راحت کا شریک بنا دیا ہے - دوسرا اس سے بھي قوي تر رشتہ خلافت دیني اور اسلام کے آخري سیاسي مرکز ہونے کا' کہ آج کلمۂ اسلام کي حفاظت کي آخري تلوار صرف انکے ہاتھہ میں ہے - اگر کسي اور حصے سے اسلام کي حکومت مٹتي ہے' تو ہم روتے ہیں کہ ہمارا ایک عضو کٹ گیا' لیکن ترکوں پر جب کوئي آفت لائي جاتي ہے' تو تڑپ جاتے ہیں کہ ہمارا دل دو نیم ہوگیا - ہم جب ترکوں کیلیے مضطرب ہوتے ہیں' تو ہمارا اضطراب مسلمانوں کیلیے نہیں ہوتا' بلکہ اسلام کیلیے ہوتا ہے :

وماکان قیس هلکه هلک واحد ولکنه بنیان قوم تهدما

---

(۱) یہ وہ لوگ ہیں' جنہوں نے خدائي بخشي ہوئي ہدایت کو دیکر ضلالت کے خریدنے کا سودا چکایا تھا' لیکن انکي یہ تجارت بالآخر گھاٹے ٹوٹے ہي میں رہي (اہل نظر غور فرمائیں کہ یونیورسٹي کے معاملے میں " فما ربحت تجارتهم " کسقدر صحیح اور مطابق ہے ؟)

# صداے ملت

— * —

## الہلال کي دعوت کي نسبت

— * —

و بعد فمالكم اعرضتم كل الاعراض ' و قطعتم سلسلة الكلام ' ...... ام لان الاشغال النافعه و الاعمال الجديدة التي تزاولونها ...... صرفت كل اوقاتكم الثمينه ' وان كان ذالك هو السبب ' فاسئل الله تعالى ان يلبسك ثياب الصحة و العافية ' و يدر عليك اخلاف النعم الوافية ' حتى تتمكن من بث هداية القرآن ' و نشر تعاليم الاسلام - فاضرب بعصي من حديد ' على رقاب اولئك الذين يريدون من الامة ' ان تتخذهم اربابا من دون الله ' و اسحقهم بقوة كتابتك المستمدة من روح الاسلام سحقاً ' واقضي عليهم و على امالهم الشيطانية قضاءً ' و امحقهم محقاً ' حتى لا يبقي لهم اثر ولا عين ' و حتى لا يعذر حذرهم احد من العالمين ' فانهم سبب اضمحلال الدين ' و علة اذلال المسلمين :

و هل افسد الدين الا الملوك و احبار سوء و رهبانها

فاصدع بما تؤمر ( من الحق ) و اعرض عن الجاهلين ' و قل الحق من ربكم ' فمن شاء ' فليؤمن - و من شاء ' فليكفر :

انشر من العلم ما اوتيته علما و ما عليك اذا لم تفهم البقر

و اكثر من التضرع الى الله عز و جل ' قائلا (رب اهدي قومي فانهم لا يعلمون) و اصبر كما صبر اولو العزم من الرسل ' و قل ربي زدني علماً ' و اجعل نصب عينيك في جهادك هذا الذي هو اشرف و انفع جهاد ( و هو ارجاع الامة عن الطريق الضلال الى مناهج الهداية ' و عن خزعبلات الشيطان ' الى تعليم القرآن ' و عن الافتتان بالانفس و الاموال و الاولاد ' الى الاذعان الى اوامر رب العباد ' و عن الفخفخة الفارغة و الرياسة الذليلة الموهومة ' الى العزة الحقيقية التي لا تحصل الا بالعمل بالدين ' و الزعامة الموقرة المبجلة التي لا تنال الا بالاهتداء بالكتاب الالهي العربي المبين ) قوله تعالى شانه " و اذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة ' فلتقم طائفة منهم معك و ليأخذوا حذرهم و اسلحتهم - فاذا سجدوا ' فليكونوا من ورائكم ' و لتأت طائفة اخرى لم يصلوا فليصلوا معك و ليأخذوا حذرهم واسلحتهم - و ودالذين كفروا لو تغفلون عن اسلحتكم وامتعتكم ' فيميلون عليكم ميلة واحدة ' ولا جناح عليكم ان كان بكم اذي من مطر او كنتم مرضى ان تضعوا اسلحتكم و خذوا حذركم ' ان الله اعد للكافرين عذابا مهينا "

هذا رائي فيما سئلتم عنه من مشرب الهلال وسياسته ' املاه على لساني قلبي المخلص في حبكم ' و روحي المعجبة بفضلكم و غيرتكم على الدين و الامة ' وفقكم الله لمراضيه ' و وقاكم شر المارقين و الحاسدين آمين

---

جناب سيد تاج محمد صاحب سيکنڈ ماسٹر اسلاميه هائي سکول هوشيارپور

الهلال کي دعوت کلمة الحق کي دعوت هے جو خدا و رسول کے حکم کے عين مطابق هے - بهلا کسي مسلمان کو اس سے کيونکر انحراف هوسکتا هے - کسي منافق کو بري لگے تو لگے ' جسکے دلميں بغض اور نفاق کا مرض هے - يهه مسلمان بنانيوالي دوا ايسوں کو ضرور پلاني چاهيے - اگر بچوں کي طرح ضد کريں ' روئيں ' چلائيں ' هاتهه پاؤں ماريں ' تو هم سب ملکر انکے هاتهه پاؤں پکڑ لينگے ' آپ جهٹ سے حلق ميں ڈالديجيے اور دوا کي مقدار کو ذرا بڑهاکر تيز کرديجيے - جاتے هي انکے دل کا علاج هوجائے گا - جسوقت انکو شفا هونے لگيگي تو سمجهينگے که آپ انکے سچے دوست اور بهي خواه هيں ' اور هم سب کو اپنا بهائي خيال کرنے لگينگے ' پهر تو کل مومن اخوة کا سبق جو استاد حقيقي نے تيره سو برس هوئے ' پڑهايا تها ' اور ذهن سے اترا هوا هے ' فوراً ياد آجاويگا - مرض کي شدت هے ' مريض نے تيور بدلے هوئے هيں ' منهه سے برا بهلا نکل رها هے ' مرض سے مجبور هے - اسوقت وه همکو اپنا بهائي نه سمجهے - هم تو سمجهتے هيں که همارا بهائي هے مگر مريض هے -

نسخه مجرب آپکے پاس هے - دوا کے اکسير هونے ميں شک نهيں - مريض کي حرکتوں کي مطلق پروا نکريں ' آپ برابر دوا پلاتے جائيں - انشاء الله ضرور اثر هوکر رهيگا -

طلبائے اسکول الهلال کو هلال عيد سمجهتے هيں - اشتياق کا يهه حال هے - که جسوقت تازه الهلال آتا هے بس شيرني کي طرح بٹتا هے -

---

جناب مولانا فيض محمد صاحب قاضي شهر کوٹه ( راجپوتانه )

الهلال کي اسوقت تک جو پاليسي رهي ' اس سے مجهے کلية اتفاق هے ' اور آينده بهي جب تک که اسي طرح موافق قران و سنت رسول ( صلعم ) کے رهے - ميں هي کيا ' جبکه الهلال قراني دعوت عام مسلمانان کو ديتا هے تو کونسا وه مسلمان هے که جس کو اس سے اختلاف هو -

صداقت کے ظاهر کرنے ' بدعات کے دور کرنے ميں الهلال کو هميشه هر طرح کي انساني طاقتوں سے غير مرعوب رهنا چاهيے اور آجکل کے ملت فروش ليڈروں کے دام تزوير کو اپنے طاقتور قراني پنجه سے پاره پاره کرکے ' اس پاک مذهب کے بهولے بهالے افراد کو الحاد و ارتداد کي قيد سے چهٹکاره دلاکر ' صاف و بيخطر راه مستقيم پر لا کهڑا کرنا چاهيے ' غرض که الهلال کے لب و لهجه کے باره ميں صرف يهي کهنا کافي هے که الهلال کو اپنے دعوي ( الحب لله و البغض لله ) پر استقلال کيساتهه قايم رهنا چاهيے -

يونيورسٹي کے متعلق ميں تو اپنے دل کو يه مصرع پڑهکے تسکين دے ليتا هوں که " خواب تها ' جو کچهه که ديکها ' جو سنا افسانه تها " - کيونکه بفرض محال اگر همکو گورنمنٹ الحاق کا حکم بهي ديدے ' تب بهي جس قسم کي تعليم کا همکو شوق دلاکر روپيه وصول کيا گيا هے ' اِس بيرخي هوا کے ديکهتے ويسا هي نصاب يونيورسٹي کا هونا غير ممکن معلوم هوتا هے -

اخر ميں دعا هے که خدا همارے قومي نشان هلال کو بلند اور تا ابد فلک اقبال پر قائم رکهے آمين -

---

ايک قابل اهل قلم از رياست بهوپال

الهلال کي پاليسي ' تلقين ' تعليم ' طرز ادا ' اصول دعوت ' لب و لهجه ' سب پسنديده اور مفيد هے ' خداوند کريم اوسکو نظر بد سے مصئون و محفوظ رکهے -

اصل يه هے که جو لوگ قومي رهنماوں کے حالات اور خود ساخته ليڈروں کے حقيقي جذبات و خيالات سے آگاه هيں اور دل ميں درد رکهتے هيں وه تو الهلال کو ايک تازيانهٔ تنبيه جانتے هيں -

ميرے ايک عزيز دوست جنکا نام نهيں لکهونگا هاں جب مولانا زباني بتادونگا اون سے آپ واقف هيں اور خوب واقف هيں اور جنکو ۱۰ سال سے کامل موقع ان حالات و خيالات اور جذبات کے مطالعه کا ملا هے ' يهه راے رکهتے هيں که آزاد قطب مينار پر بيٹهکر لکها کرتے

ہیں اور خوب لکھتے ہیں' سچ لکھتے ہیں' اور ایسے ہي لکھنے والوں کي ضرورت ہے - وہ الہلال کي تبلیغ کے حامي اور مدّاح بھي ہیں - اس راے کا وزن اسوقت معلوم ہوگا' جب آپ ارنکا نام سنینگے -

میں نے خود دیکھا ہے کہ نہ صرف یہاں بلکہ کئي جگہ مجمعے ہوتے ہیں' جنمیں ایک قاري اور تمام حاضرین سامع ہوتے ہیں اور نہایت ذوق و شوق سے الہلال پڑھا جاتا ہے - مگر ایک شکایت بھي ہے کہ نامورانِ غزوہ طرابلس اور کارزار طرابلس کا حصہ کم رکھا جاتا ہے -

بھائي کیا فائدہ ایسے گمنام خطوط کے شائع کرنے اور اوسپر ریویو کرنے سے ? ان لوگوں کو بکنے دو' بکا کریں -

مہ نور مي فشاند و سگ بانگ مي زند

ایسي دھمکیاں اور گالیاں کوئي نئي چیز نہیں -

---

جناب مولوي شعیب بن مصطفی صاحب قریشي از ہوشیار پور

کل بتاریخ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۲۹ ایک جلسہ مسلمانان ہوشیار پور کا بدیں غرض منعقد ہوا کہ لکھنو کي گمنام چٹھي پر جو آپکي اخبار میں چھپي ہے' اظہار نفرت اور اسکے مصنف پر اظہار حقارت و تاسف کرے - تقریباً ہر فرقہ اور طبقہ کے افراد شامل جلسہ تھے - کارروائي جلسہ کے افتتاح پر ذیل کي دو تحریکیں پیش کي گئیں' اور باتفاق رائے حاضرین پاس ہوئیں -

(۱) یہ جلسہ مسلمانان ہوشیار پور کا اس گمنام چٹھي پر جو لکھنؤ سے ایڈیٹر الہلال کو بھیجي گئي ہے اور ان کمینہ خیالات پر جنکا اسمیں اظہار کیا گیا ہے اظہار نفرت کرتا ہے اور اس کے لکھنے والے کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے' خدا اسکو توفیق نیک دے -

(۲) یہ کہ اس جلسہ کي راے میں الہلال کي پالیسي نہایت صحیح اور صائب اور اسکا نتیجہ نہایت مفید اور سنجیدہ ہے اور اس جلسہ کو الہلال کي ہر ایک راے سے جو ابتک ضبط تحریر میں آئي ہے کلاً اور جزواً اتفاق ہے -

---

ایک تعلیم یافتہ بزرگ از بانکي پور

ایک زمانہ سے خیال تھا اور خیال مبدل بہ مایوسي ہوتا جاتا تھا کہ ہماري زبان میں بھي کوئي ایسا اخبار نکلیگا جو اپني ازادي راے اور ارادي راے کے مناسب عناصر' یعني صاف گوئي کي جرات' لومة لائم کي حقارت' اپنے وجود کي بلندي کا احساس' غیر معقول روشن خیالي سے کنارہ کشي وغیرہ صفات حقیقي سے متصف ہوگا - الحمد للہ کہ یہ ضرورت اُسوقت سے رفع ہوتي جاتي تھي' جبسے زمیندار اور مسلم گزٹ وغیرہ نے اپني صورت دکھاني شروع کي' لیکن اخباري دنیا میں الہلال کي صورت' اُسکي زبان' ہیکل' ساخت' طرز بیان' اصول دعوت' اعلی انشا پردازي' اور عالمانہ انداز سخن نے اردو کي ترقي میں جو نمایاں حصہ لیا' اُس سے شاید ہي کوئي اردو دان ہو' جو انکار کرسکے' لیکن مجھے تو آپ کے پرچہ سے خصوصاً اسلیے محبت ہے کہ آپ نے اسکا اہتمام کیا ہے کہ تعلیم اسلامي کا نام لیتے رہیں اور جا بجا ہمارے ہدایت نامہ (قرآن شریف) سے مناسب موقع آیات سے اپنے کلام کو زینت دیتے رہیں' یا کم سے کم ان خیالات مطہرہ سے کلام پاک کا حوالہ دیکر مسلمانوں میں اُنس پیدا کریں - آپ کے پرچہ میں میں نے اسکا ابتدا سے آج تک ایک آہنگ پایا' اور خواہ کوئي مبحث ہو' اسکو قرآن مجید کے ارشادات سے از سرتاپا مزین و منور دیکھا - بیسویں صدي کے دور الحاد کو اسکي حد درجہ ضرورت ہے - اس سے کسي باحواس درد دین رکھنے والے کو انکار نہیں ہوسکتا - ایک مضمون ہے جسپر میںنے ابتدا سے لحاظ کیا اور اب دیکھ رہا ہوں کہ اُسکے کچھ صدائیں آنے لگي ہیں جسے آپ خود اپني نیک نفسي و نفسي سے ظاہر بھي فرمادیتے ہیں - وہ لیڈران قوم ہیں' جنکي آپ کا فولادي پنجہ بے رحمي سے بڑھتا ہے - خدا شاہد ہے کہ وہ' جو برعکس نام سے پکارے گئے ہیں' اُنکي حرکات اور عادات اُس ہزار درجہ زیادہ قابل نفرین ہیں کہ وہ خدا کے علم مخلوق کے برابر کہے جائیں' نہ کہ ایسے معزز خطاب سے یعني "لیڈران قوم" کے نام پکارے جائیں - لیکن اتفاقات کي معکوس رفتار اور الفاظ کا مصرف بے اختیار میں نہیں ہے جو مناسب شخص اور مناسب چیز کو اُسکي مناسب جگہ دینا چاہتے ہیں - زمانہ اور زمانہ کي رفتار ایسے ہي لوگ نبائگي جیسے دکھائي دیتے ہیں' اور وہ لیڈر بھي کہے جائینگے' کیونکہ اُنکے پاس سب سے زیادہ کارآمد چیز ہے جسکا مکروہ یا دلپسند نام "روپیہ" ہے - سچي اور معقول نکتہ چیني کے ساتھ آپ نے جو اُنکا اصلي ہیولی دکھانا شروع کیا' تو یہہ بھي تعجب خیز نہ تھا کہ اُنکے دسترخوان کے ریزہ خور حق نمک ادا کرتے' جیسا کہ اُس چٹھي سے ظاہر ہے جو آپ نے ۹ اکتوبر کے پرچہ میں "لکھنو سے ایک دوسري گمنام چٹھي" کے نام سے صفحہ ۱۳ میں درج فرمائي ہے - اس دور الحاد میں جبکہ مذہب کي تمام تعلیمات و اصطلاحات سے انکار کرنا سب سے بڑا انساني فخر کا کارنامہ سمجھا جاتا ہے' شیطان کا استعارہ بھي کیوں نہ قابل انکار ہو' لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مضمون کو دیکھکر اسکا قایل ہوگیا کہ معلم الملکوت یا اُسکا دوسرا صحیح النسب جانشین ابھي زندہ ہے - یہہ پردہ نشین بي بي کون ہیں جو آزیبے کو سنا چاہتي ہیں' اسکا شاید آپ جواب نہیں دیسکتے' لیکن مجھے یقین ہے کہ یہہ حیا فروش ہرگز مسلمان نہیں ہے - اُسے اختیار تھا کہ کسي خاص مسئلہ میں آپکي راے سے مخالفت کرتا' لیکن اُس نے صاف صاف قران شریف کا اسلیے نام لیا ہے کہ مذہب کي تخفیف کرے - اگر اس متنفس پر کسي مسلمان کے خون کي چھینٹ پڑي ہوتي تو وہ ہرگز عربي زبان' مذہب' دور مذہب' اور قران کي ایسي تحقیر کو ان الفاظ میں جائز نہ رکھتا کہ "تمہارا مذہبي اور قراني لٹکا تو کسي کو نہیں سوجھا تھا" "مولویت اور عربي کے کتب خانہ اور قران کي تعلیموں... کے في النار و السقر ہو جاوے اور ساري نبي جي روزي بھیجو بھول جاوے" یہہ شخص شرافت کے لیے باعث شرم ہو یا نہ ہو لیکن اپنے نام کے لیے باعث ذات غرور ہے جسے چھپاتا ہے' اور اس سے آپ اور کیا امید کرسکتے ہیں جو روپیے اور خانساموں سے مرعوب ہونیکے علاوہ اور کچھ جانتا ہي نہ ہو -

---

جناب حسن وارثي صاحب

تا قرارے بہ یک نگہ بخشند
سالہا بیقرار باید شد

—*—

خرد را خاک بر سرکن کہ رسواے جہاں گردد!
جنوں را تاج بر سر نہ کہ کام دل ازاں بیني!

فرد قوم کي حیثیت سے زندہ بشکل مردہ' نہیں مردہ بشکل زندہ' مگر ظاہراً نہیں بلکہ باطناً' آپ جیسے مجنون قوم و قیس ملت کي داول بقاے ظاہري و باطني کا داعي ہوں - اگر یہہ جنون حقیقي جذبات کا آئینہ ہو' اور یقین ہے کہ نفس امر یہي ہے - ورنہ خدا ہم سے بڑھکر سلوک کرسکتا ہے - یقین ہے کہ اس سے برانہ مانینگے -

اس امر کے مان لینے کے بعد کہ آجکل کے عقلاء دھڑبیلیے آپکي پالیسي یا دعوت مہمل ہے' میں اپني ذاتي راے تو یہي دیتا ہوں' جو

سرزامه نے شعرت عیاں هے - جو دعوت میں اصلاح کے خواهاں هیں أنسے سوال یهه هے ' که

شب تاریک و بیم موج و پاے شوق بے قوت
بایں رفتار میخواهي که از مقصد نشاں بیني ؟

آپ یهه بهي جان لیں که اس راه میں آپکے لئے بهت خطرے هیں' مگر -

جو قوم په مرتے هیں وہ کیا کیا نہیں کرتے

---

جناب مولانا محمد یعقوب علي صاحب رضوي از سندیله ( لکهنو )

آپکي پالیسي جو بالکل قران مجید پر منحصر هے - نهایت سچي اور راه‌حقیقي هے - مجهکو بالکل الهلال کي موجوده پالیسي سے اتفاق هے - میرے نزدیک آپ نے نهایت اچهي راه مسلمانوں کے لیے نکالي هے - اسي میں مسلمانوں کے لیے بهلائي اور قومي بهبودي هے' خداوند کریم آپ کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور همیشه آپکي مدد کرے - آپکا قول که " هم هر چیز کلام الهي سے حاصل کرسکتے هیں ' کیا وجه هے که دوسروں کا سهارا اور مدد تلاش کریں " نهایت درست اور بجا هے - بیشک کلام پاک مذهبي اور پولیٹکل دونوں تعلیم دیتا هے اور اس سے بهتر تعلیم اور کسي چیز سے نهیں حاصل هوسکتي -

---

جناب محمد اسماعیل صاحب ( علیگ ) از گنگودم ( بندیل کهند )

(۱) الهلال کي روش ( پالیسي ) سے مجهے اصولاً بالکل اتفاق هے - واقعي کلام پاک هي ایسا ذریعه هے جسپر بهروسه کرنے اور جس کو رهنما بنانے سے مسلمان اپني گذشته عظمت کو حاصل کرسکنے اور اپني موجوده حالت کو سنبهال سکتے هیں ' لیکن چونکه بد قسمتي سے مسلمانوں کو کلام پاک کیطرف سے بے پروائي رهي هے اور عرصه سے وہ اسکو بهولے هوئے هیں' اسلیے ایسا طرز اختیار کرنا چاهیے جو " نئي روشني والوں " یا " گمراهوں " کیلئے بهي هر ایک لحاظ سے دلچسپ و دلکش هو اور آنکو بالکل ایک نئي چیز معلوم نهو -

( ۲ ) فروعي امور کے متعلق میري راے یه هے که صداقت کا اظهار خواه کیسے هي لهجه اور کسي قسم کے الفاظ میں کیا جاوے همیشه تلخ هي معلوم هوگا - میرے نزدیک الهلال کا لهجه ابتک نهایت دلچسپ' سنجیده' اور دلیرانه رها هے - میں چاهتا هوں که اس سے بهي زیاده دلیرانه هو -

( ۳ ) پولیٹکل تعلیم بهي آپ کے مقاصد میں سے ایک خاص مقصد هونا چاهیے - یعني یه که آپ خصوصیت کے ساتهه قوم کے سامنے پولیٹکل پروگرام پیش کیجیے - [ لیکن ابتک الهلال کیا کرتا رها ؟ - الهلال ] -

( ۴ ) چار اوراق خاص اسلامي دنیا کے واسطے مستقل طور سے وقف هونے چاهئیں - مراکو اور ایران کے متعلق عرصه سے الهلال میں ایک لفظ بهي نهیں دیکها - ایسا هونے سے بهت سے ناظرین کي دلشکني هوتي هوگي - میرے خیال میں یه انتظام مثل کامرید کے هو - [ درست هے' لیکن کامرید اور هر انگریزي اخبار کي خوش قسمتي کهاں سے لاؤں ؟ اگر کامرید کي طرح مجهکو بهي پچاس ساتهه اخبار ملجاتے که بجنسه انکے اقتباسات کمپوز کرنے کیلیے دیدیتا تو دس عنوانوں کو بهي بهرنا مشکل نه تها - لیکن اردو اخبار کے ایڈیٹر کے لیے دقت یه هے که یا تو خود لکهے ' یا ترجمه کرے که اسکي محنت بهي مثل ترجمے کے هے - الهلال ]

---

جناب مولوي محمد یعقوب صاحب ( حلقه رباني ) از ریلوے اسٹیشن بنارس شهر

آپ نے جو بذریعه ضمیمه الهلال مورخه ۲۲ - ستمبر سنه ۱۹۱۲ ع طریق دعوت و پیرایه بیان وغیر هما کے لیے راے طلب فرمائي هے ' تو امر واقعي یه هے که بسبب دو سبب کے میري رائے دهي کي کوئي وقعت نه سمجهي جاویگي - اول یه که ادنی غریب هونے کے باعث میري کوئي رائے اعلی و اوسط طبقه کے مسلمانوں میں قابل پذیرائي نهیں هوسکتي - آج زمانه کي حالت دگرگوں هے - اب خیر القرون کا وقت گذر گیا - دوسرے یه که میں ایک مشهور عقلمند قوم سے هوں" ( الهلال ) " جنهیں اکثر صاحباں خصوصاً مصنوعي شرفاء نے قدرتي بے وقوف سمجهه رکها هے" حالانکه دیکهتے هیں که جنکے شان میں یه ضلع گوئي هوتي هے انمیں بالفعل کافي تعداد علماء ' فضلا ' صناع و تجار کي پائي جاتي هے ' جنکو بطفیل حکومت برطانیه اصلي اسلامي حریت کسیقدر حاصل هے جو که همارے لیے رحمت خداوندي هے' مگر همارے نمایشي شرفا نے اپنے هادي قرآن مجید کو جزدان میں بند کرکے رکهدیا هے' پهر انهیں کیسے معلوم هوسکتا هے که شریف کون هیں اور رذیل کون هیں اور کون لوگ قابل قدر اور کون صاحب لائق عزت هیں ؟ اچهسا وہ نهیں دیکهتے تو اونهیں میں دکهلاتا هوں : یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثي وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم' ان الله خبیر علیم - یعنے اے لوگو پیدا کیا تمکو ایک مرد ایک عورت سے اور کیا تمکو کنبوں اور قبیلوں میں ' تا که پهچانے ایک دوسرے کو' تحقیق بزرگ ( شریف ) تم میں سے زیاده پرهیزگار تم میں سے هے ' تحقیق الله جاننے والا خبردار هے -

اب اس بے موقع بحث کو کسي دوسرے وقت کیواسطے اوٹها رکهتا هوں اور هر دو وجوه بالائے طاق رکهکر اس اصول کو پیش نظر رکهتا هوں ' که " اسلام کي اخوت عمومي تمیز قوم و مرزبوم سے پاک هے اور اسکا ایک هي خدا اپنے ایک آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کي صورت میں دیکهنا چاهتا هے : ان هذه امتکم امة واحدة و انا ربکم فاتقون ( الهلال ) " اور راے دهي کے لیے طیار هوں که آپ نے جیسا اپنا دستور العمل قرآن شریف ( انه القول فصل وما هو بالهزل ) کو بنا رکها هے اوسي پر قائم رهیے اگر آپ اسي راه مصئون سے منزل طے کرینگے تو میري راے میں اس سے بهتر صراط مستقیم کوئي نهیں هے - ذالك الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون - لهذا آپکي طرز تحریر کے ساتهه جو ابتدا سے نهایت معقول هے مجهے اصولاً و فروعاً اتفاق هے -
و الحمد لله الذي هدانا لهذا وما کنا لنهتدي لولا ان هدانا الله -

---

ضمیمه الهلال کو دیکهه کر ایک فرد قوم کي راے

(۱) اول پیرایه دعوت یا طرز بیان کا مسئله شروع هوتا هے اسکے متعلق گذارش هے که ایک مدت سے سوي هوئي قوم کیلیے معمولي آواز کیا مفید ثابت هوسکتي هے جب تک سخت سے سخت اور شدید سے شدید لب و لهجه میں کانوں کے پردے نه هلادیے جائیں ؟ غلامي اور استبداد نے جو حالت آج مسلمانوں کي بنا رکهي هے کس کي نظروں سے پوشیده هے ؟ نه اونمیں کهیں اخلاقي جرات کا نشان ملتا هے ' نه استقلال کا پته - کیا اب بهي مسلمان رهي مسلمان هیں جو قرون اولی اور قرون متوسطه کے مسلمان تهے' جنکے استقلال اور شهامت کے غیر فاني تذکرے کرکے هم بجا طور پر فخر کرتے هیں ؟ اصل یه هے که مسلمانوں نے اپني حالت خود اپنے هاتهوں تباه کرلي هے ' اسلام اب بهي وهي هے ' جو آج سے تیره سو برس پہلے

تھا ' لیکن اسلام کے رہنما ویسے نہیں ہیں جیسے پہلے تھے -

(۲) دوسرا مسئلہ رہبران قوم اور لیڈران قوم کا ہے - اس بزرگ جماعت کا حال اب اظہر من الشمس ہو چلا ہے ' بیشک انکے اعمال و افکار پر جب تک آزادہ رو ہوکر بے تعلقي سے نکتہ چیني نہ کیجاویگي یہ اپني مستمر روش سے ہٹنے والے تھوڑي ہي ہیں - اس میں شک نہیں کہ جسم اسلام کا ناسور یہي جماعت ہے ' ان نا خداؤں کو اب اسلام کي کشتي کے چارج سے سبکدوش کردیا جاے ' یا اونکو اس قابل بنا دیا جاے کہ یہ اپنے حقیقي فرایض محسوس کریں - مسلم لیگ اِنھي حضرات کي تغافل شعاریوں کا شکار ہوگئي ' پولیٹکل روش جو آجتک اس گروہ کي رہي ہے ' اسنے مسلمانوں کو قعر مذلت میں گرادیا ہے - ان لوگوں کو شرم بھي نہیں آتي کہ غیر قوموں کے لیڈرکس جانفروشي اور قرباني سے اپني قوم کي خدمات بجالاتے ہیں اور ایک یہ چشم بددور ہمارے رہنما ہیں کہ وہي پراني دقیا نوسي غلامانہ روش اور اعتماد کے اسیر ہیں - اس پولیٹکل گمراہي نے جو ہماري حالت آج گورنمنت اور اہل ملک کي نظروں میں بنا رکھي ہے کون نہیں جانتا کہ آگے چلکر کسقدر خطرناک ثابت ہوگي ' یہ مسئلہ نہایت ہي اہم ہے ' اور آیندہ ہم انشاء اللہ اسکے متعلق اور بھي کچھہ لکھینگے -

(۳) تیسرا نمبر ہمارے اسلامي اخبارات کا شروع ہوتا ہے ' اور کلاہ رہنمائي سر پر رکھکر سامنے آتا ہے ' لیکن سوا معدودے چند کے انکي عام روش خوشامدانہ اور بزدلانہ ہے - ان کاغذي رہنماؤں کي تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان ہاتھہ پیر توڑ بیٹھے رہیں ' اور جو کوئي از راہ ترحم ایک خشک ٹکرا اونکے منھہ میں ڈال دے ' اوسي پر اپني خاموش مگر وفادار زندگي کو گذار دیں - ملک میں کیسے ہي عظیم الشان انقلاب ہوجائیں ' مسلمان کیسے ہي ذلت اور رسوائي کے کنارے پر جالگیں ' مگر اونہیں اپنے تجارتي کار و بار کي چہل پہل سے کام ہے -

اگر بھوک سے مر رہا ایک جہاں ہے
تو بے فکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں ہے

مولانا حالي نے یہ شعر ان امیروں کي حالت پر کہا تھا ' مگر دیکھتا ہوں تو بہ تغیر مطالب بالکل ان اخبار نویسوں پر صادق آتا ہے - اُنہیں اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے ' قوم بھاڑ میں جاے یا چولھے میں ' لیکن اگر ضمیر کي لعنت سے کچھہ لکھیں گے بھي ' تو اسقدر احتیاط سے کہ وفاداري کے روزي مگر ٹھوس گھنٹے میں ٹھیس نہ لگ جاے جسکي آواز سے قیامت صغرا برپا ہوجاے گي - کسقدر حیرت کي بات ہے کہ تقسیم بنگال کي تنسیخ سا واقعہ ہوجاے ' مگر وہ اسلامي اخبارات جو اپني پشت پر قومي ہونیکا دم چھلا لگاے ہوئے ہیں اپنے اخبار کے کالموں میں ایک معمولي واقعہ کے طور پر درج کردیں - میں نے تو نہیں دیکھا کہ ان قومي اخباروں نے باستثناء بعض کے جنکي تعداد انگلیوں پر گنے جانے کے قابل ہے ' کوئي لیڈنگ آرٹیکل آزادانہ لکھا ہو یا سختي سے گورنمنت کے اس فعل پر نکتہ چیني کي ہو - ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ انگریزي اخبارات کي رائیں فراہم کردیں ' لیکن اسمیں آپ نے کون سا تیر مارا ؟ یہ ہیں آپکي پر ایثار پالیسي کے کرشمے کہ اگر کوئي ایک طمانچہ رسید کرے تو دوسرا گال بھي آگے کردیں گے کہ بھیا اسپر ایک اور بھي - شکر ہے کہ قوم اب ایسے ملت فروش اخباروں کو سمجھہ کر بائکاٹ کر رہي ہے ' اور ایسے اخبارونکي قدر ہوتي جاتي ہے جنمیں اخلاقي دلیري اور قوم کي صحیح وکالت کا مادہ ہے ' وہ دن دور نہیں جب ایک دنیا دیکھہ لیگي کہ انکي تجارتي دیواریں کھوکھلي ہوکر دھم سے گر پڑي ہیں -

(۴) کہاں تک کوئي کہے ' قصہ طویل ہے ' لیکن الہلال کو چاہئیے کہ اپني اسلامي تعلیم میں ان جاہ پسند لیڈروں کے حیطۂ اقتدار سے آزاد رہے اور ان سلامي اخبارات کي روش سے بھي اپني سطح کو ہمیشہ بالا رکھے -

---

جناب آغا رفیق صاحب بلند شہري جائنٹ ایڈیٹر اخبار المشیر مرادا آباد

الہلال کي پالیسي کے متعلق جو ضمیمہ گیارہویں شائع کیا گیا ہے ' اوس کے متعلق کئے روز سے آپکو یہ چاہتا تھا ' لیکن کام کي کثرت نے جلد موقع نہ دیا - مکرمي ! آپ جس شاہراہ پر قدم رکھنا چاہتے ہیں ' اوس کے اعلی و مفید ہونے میں تو کوئي شک نہیں ' لیکن زمانہ کے انقلاب اور تغیرات منزل مقصود پر پہنچنے میں جسقدر مزاحم ہوتے ہیں ' وہ ایک ایسے شخص کي ذات کے لیے جو تن تنہا اس کو طے کرنا چاہتا ہو ' سخت ضرر رساں ہوتے ہیں - جب میں آپکي دعوت کا خیال کرتا ہوں تو جي بہت خوش ہوتا ہے اور بیساختہ زبان سے یہ دعا نکلتي ہے کہ خداوند تعالی آپ جیسے فدائے ملک و ملت کے پاکیزہ ارادوں میں برکت عطا فرمائے - لیکن جب یہ خیال آتا ہے کہ ابنائے وطن بد قسمتي سے ایسي مبارک تحریر کو ڈھکوسلہ اور اصلاح کے کام کو خود بیني سمجھتے ہیں ' جیسا کہ تیرھویں نمبر میں لکھنؤ کي ایک گمنام چٹھي سے مترشح ہوتا ہے ' تو دل پژمردہ ہوکر اس کام کي انجام دہي سے مایوس ہوجاتا ہے -

الہلال میں لکھنؤ والي گمنام چٹھي نے میرے دل پر جو اثر ڈالا ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم قوم کے اوس طبقہ کي اصلاح سے مایوس ہوجائیں گے جو ملک کي آیندہ نسلوں کا رہنما ہے -

آج قدیم الخیال لوگ اور طرز جدید کي زندگي رکھنے والے انسان جسقدر باہم متضاد ہیں ' اونکي افراط و تفریط سے ملکي ترقي میں ایک ایسي روک پیدا ہوگئي ہے جسکا آساني سے دور ہونا ناممکن ہے ' اور اسي اہم کام کي انجام دہي الہلال کي پالیسي ہے ' میں دست بدعا ہوں کہ آپ اسمیں کامیاب ہوں اور آپکا یہ کام نظر حسد سے محفوظ رہے -

---

جناب مولوي محمد یوسف حسن صاحب سکریٹري مسلم ریڈنگ روم ڈلہوزي

الہلال پونچا ' - مسلمان اِسکے مشتاق ہیں - جونہي ریڈنگ روم میں پہنچا بصد اشتیاق کھولا گیا - لوگ دیوانہ وار دوڑے - لیڈر پر نظر تھي ' صبح امید کي چہروں پر سرخي کي جھلک نمایاں ہوگئي -

آپ جمہوریت کا وعظ کہتے ہیں - ایسا بہتوں نے کیا - مگر آپ اسے خود مقدس قران کے احکام سے ثابت کرتے ہیں -

الہلال کي صفتیں میرے کمزور قلم کي طاقت سے باہر ہیں - الہلال کیا ہے ؟ مردہ دلونکے لیے تازیانۂ زندگي و ہوش - ارباب ایمان کیلیے غذاے روح اور بصیرت -

بہترین انشا پردازي کا نمونہ - اعلی درجہ کي مصوري ' لکھائي چھپائي میں سرتاج اخباراں و رسالہ جات ہند - اِسکي آواز زبردست اور پُر اثر تو ضرور ہے - مگر ایسي زور دار اور وزن دار نہیں جیسي ہوني چاہیے - ذرا دو چار قدم اور تیزي سے اُٹھائیے تو منزل مقصود سامنے ہوگا ' اور وہ دن مبارک ہوگا جب الہلال کي دوگني ضخامت ہوگي ' تصاویر اعلی اور زیادہ ' اور آواز اس سے دس گنا زور دار اور سخت تر ' اور ہندوستان کے ہر حلقے میں ایک حرکت عظیم نمایاں -